Spot CMYK#Waheed

جلد 14 شمارہ 9

جون 2017ء - رمضان المبارک 1438ھ

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جون 2017ء - رمضان المبارک 1438ھ (جلد 14 شمارہ 9)

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس — مفتی محمد امجد — غفار الحق

فی شمارہ.................. 25 روپے

سالانہ.................. 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
چوہدری طارق محمود بابر
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچٹرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....رمضان، عبادات اور تجارت..................مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط152).. صحبت سے پہلے طلاق کی صورت میں متعہ یا مہر کا حکم...// // 6

درسِ حدیث ....بروزِ قیامت عمر وغیرہ خرچ کرنے کے متعلق سوال......// // 12

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (قسط2)..................................مفتی محمد رضوان 15

جماعت تبلیغ میں چالیس دن (دوسری وآخری قسط)..................................مفتی طلحہ مدثر 21

مباحث روح وبدن (حصہ چہارم)..................................مفتی محمد امجد حسین 28

پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (قسط2)..................................// // 31

ماہِ جمادی الاولیٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 37

علم کے مینار:...... عقل ودانائی میں ابو حنیفہ کا مقام (حصہ اوّل).....مولانا غلام بلال 39

تذکرۂ اولیاء:.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی چند احادیث........مفتی محمد ناصر 44

پیارے بچو!..............................ہجرت نبوی (قسط2)............مولانا محمد ریحان 48

بزمِ خواتین ....اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے والی خاتون............مفتی طلحہ مدثر 50

آپ کے دینی مسائل کا حل...ایک نمازی کی قضاء پر ایک ”حقب“ عذاب کی تحقیق (پانچویں وآخری قسط)...ادارہ 58

کیا آپ جانتے ہیں؟...امام کو ہلکی نماز پڑھانے کا حکم (دوسری وآخری قسط)....مفتی محمد رضوان 68

عبرت کدہ ....حضرت موسیٰ کا شیخِ مدین کی بات کو تسلیم کرنا......مولانا طارق محمود 81

طب وصحت.......چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط11).......مفتی محمد رضوان 84

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز.......................مفتی محمد ناصر 86

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 88

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

رمضان،عبادت اور تجارت

دنیا کے ہر شعبہ اور کام میں اس شعبہ اور کام کا ایک سیزن ہوتا ہے، جو اس کام اور شعبہ کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے، اور اس سیزن کے زمانہ میں اس شعبہ سے منسلک لوگ خوب محنت اور جدوجہد کرتے ہیں، اپنے اکثر معمولات آگے پیچھے کرکے اور دوسری اکثر مصروفیات چھوڑ کر دن ورات ایک کرکے اس کام میں منہمک اور مشغول ہوجاتے ہیں، بعض اوقات سیزن کے زمانہ میں رات بھر جاگتے ہیں۔

پھر جس طرح دنیا کے مختلف شعبوں اور کاموں میں ان کا سیزن ہوتا ہے، اسی طرح دین کے مختلف شعبوں کا بھی سیزن ہوتا ہے۔

مثلاً اسلام میں روزے رکھنا عبادت اور اجروثواب کا باعث ہے، عام دنوں میں نفلی روزے رکھنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے، اور پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھنا اور ہر مہینہ میں ایامِ بیض (یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں) کے روزے رکھنا سنت و مستحب ہے، اور اسی طرح بعض مخصوص دنوں مثلاً یومِ عرفہ وغیرہ کے روزے رکھنے کی بھی عظیم فضیلت ہے۔

لیکن ماہِ رمضان المبارک روزوں کا خاص سیزن ہے، اسی لیے اس مہینے کے روزے فرض کیے گئے ہیں، اسی طرح اور دنوں میں بھی قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کرنا اجروثواب کا باعث ہے، لیکن ماہِ رمضان المبارک میں اس کی خاص فضیلت ہے، اور گویا کہ یہ مبارک مہینہ اس کا خاص سیزن ہے، جس کے لیے تراویح میں قرآن مجید سننے اور پڑھنے کو مقرر کیا گیا۔

اور اس مہینہ کی راتوں میں نمازِ تراویح وغیرہ کی شکل میں رات کے اندر تطوع ونفلی عبادت کا سیزن رکھا گیا ہے۔

اسی طرح رمضان المبارک میں صدقہ وخیرات وغیرہ کرنے کی بھی عظیم فضیلت مقرر کی گئی ہے۔

ان گوناگوں فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان المبارک عبادت اور بطورِ خاص روزہ کا اہم سیزن ہے، اور روزے کا اہم مقصد اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہے ’’لعلکم تتقون‘‘ اور تقویٰ دراصل سفر کا بہترین توشہ ہے ’’فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى‘‘

www.idaraghufran.org

دنیا میں چونکہ ہرانسان مسافر ہے، اور وہ آخرت کے سفر پر رواں دواں ہے، اور سفر میں توشہ یعنی سامانِ سفر کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے، اور قرآن مجید کی رو سے سفر کا سب سے بہترین اور عمدہ توشہ ''تقویٰ'' ہے، اور سفر کا یہ توشہ ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھ کر بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، جو دراصل مومن کو سال بھر کے لیے ذخیرہ کا کام دیتا ہے۔

اس لیے ہر سال رمضان المبارک کے مہینہ میں مسلمانوں کو یہ سیزن خوب محنت سے اور اچھی طرح لگا کر زیادہ سے زیادہ توشہ جمع کر کے آخرت کی تجارت کو بڑھانے کا سامان کرنا چاہیے۔

پھر روزہ کو جتنے آداب کی رعایت کر کے اور گناہوں سے بچ کر رکھا جاتا ہے، اتنا ہی زیادہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔

کچھ لوگ ماہِ رمضان میں گناہوں سے بچتے ہوئے روزہ رکھ کر اور ماہِ رمضان میں دوسری عبادت کر کے تقوے اور آخرت کی تجارت کا خوب سیزن لگاتے ہیں، اور کچھ لوگ گناہوں میں مبتلا ہو کر اس سیزن کو خراب کر لیتے ہیں۔

افسوس کہ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ وہ ہے کہ جس نے ماہِ رمضان المبارک کو تقوے اور آخرت کی تجارت بنانے کے بجائے دنیا کی تجارت اور دنیا کی دولت کمانے اور بڑھانے کا سیزن بنالیا ہے۔

چنانچہ بیشتر ذخیرہ اندوز، تاجر و ملازم، مزدور اور دوسرے شعبوں سے منسلک لوگ ماہِ رمضان المبارک میں خوب پیسہ اور مال و دولت کمانے کی فکر اور جدو جہد و محنت کرتے ہیں، یہاں تک کہ سحری وافطاری کے لیے بھی کھانے پینے کے مختلف شعبے متحرک ہوجاتے ہیں، اور جوں ہی ماہِ رمضان کا وہ آخری عشرہ شروع ہوتا ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں زیادہ محنت اور جدو جہد کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ رات بھر عبادت میں مشغول ہوجایا کرتے تھے، عام مسلمانوں کی اس کے برعکس آخری عشرہ میں دنیا کے لیے مشغولی بڑھ جاتی ہے، رات بھر کاروباری مصروفیات کے لیے قیامُ اللیل کا سماں پیدا ہوجاتا ہے، وہ بازار جو سال بھر رات کے وقت بند رہتے ہیں، وہ بھی آخری عشرہ میں رات کو عام دن سے زیادہ رونق کا سماں پیش کرتے ہیں، اور وہاں دن سے زیادہ چہل پہل نظر آتی ہے، اور بعض لوگوں کی حالت تو زیادہ ہی تعجب خیز ہوتی ہے کہ ماہِ رمضان کی آخری رات اور اسی طرح عید کی مبارک رات بھی دنیا کی کاروباری مشغولیات میں گزرتی ہے، بعض اوقات تو کام میں مشغولی کے دوران ہی فجر کی نماز کا وقت گزر جاتا ہے، اور کسی طرح بھاگتے دوڑتے عید کی نماز میں بمشکل شرکت ہو پاتی ہے۔

www.idaraghufran.org

ہرسال ماہِ رمضان المبارک میں چوروں اورڈاکوؤں کا طبقہ بھی متحرک دکھائی دیتا ہے،اور رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ کے دوران اس طرح کی وارداتوں میں اضافہ محسوس ہوتا ہے۔

ماہِ رمضان المبارک میں کم ناپنے،کم تولنے،تجارت میں جھوٹ بولنے،ملازمت وغیرہ میں رشوت لینے، اشیائے استعمال وصرف کی قیمتوں میں بے بہا اضافہ کرنے کے مناظر ڈھکے چھپے نہیں۔

مسلمانوں کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے کہ انہوں نے ماہِ رمضان المبارک کوتقوے وطہارت اور عبادت وآخرت کی تجارت کے بجائے دنیا کی تجارت اور مال ودولت بڑھانے اور اکٹھی کرنے کا سیزن بنالیا ہے،جوکہ افسوسناک حالت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس طرزِعمل کی اصلاح فرمائے۔آمین۔

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبرK-93،ظفرالحق روڈ،نزد بوبی پان شاپ،کمیٹی چوک،راولپنڈی
فون: 051-5961624

نقشہ اوقاتِ نماز،سحروافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد شہر)

(مسجدوں،مدرسوں،دفتروں اورگھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ:ادارہ غفران،چاہ سلطان،راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

www.idaraghufran.org

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ ساتواں ایڈیشن

ماہِ رمضان

کے

فضائل واحکام

اس کتاب میں قرآن وحدیث اورفقہ کی روشنی میں اسلامی سال کے نویں مہینہ ”ماہِ رمضان“ اوراس سے متعلق فضائل واحکام، منکرات وبدعات کوتفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام، سحری کے فضائل واحکام، افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃ القدر کے فضائل واحکام اوران سے متعلق رائج منکرات واصلاحات کومدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے، ساتھ ہی تراویح اور مسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام)

نمازِ تراویح

کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام

نمازِ تراویح اوراُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت

نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اورشبہات کاازالہ

نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام

تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اوررکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام

نمازِ وتراوراس کی جماعت کے احکام

تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

نفل، سنت اورواجب

اعتکاف

کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اورواجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام

نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اوراُس کے اوقات واحکام

مسنون اعتکاف کی فضیلت اوراُس کے اوقات واحکام

واجب اعتکاف کی حقیقت اوراُس کے اوقات واحکام

اورمتعلِّقہ تحقیقی مسائل پر مفصَّل ومدلَّل کلام

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شوال

اور

عیدُ الفطر

کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن وحدیث، فقہ اوراہلِ سنت والجماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے دسویں مہینے ”شوال المکرّم“ کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کومدلل ومفصل انداز میں تحریر کیا گیا ہے، اور صدقۂ فطر، چاندرات، عید کی نماز وخطبہ، عید کی رسموں اورشش عید کے روزوں وغیرہ کے متعلق فضائل ومسائل، بدعات ومنکرات پر کلام کیا گیا ہے، اوراسی کے ساتھ آخر میں ماہِ شوال سے متعلق تاریخی واقعات کوبھی باحوالہ جمع کردیا گیا ہے، اس طرح بحمداللہ تعالیٰ یہ مجموعہ عوام اوراہلِ علم کے لئے یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہوگیا ہے۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

بروزِ قیامت عمر وغیرہ خرچ کرنے کے متعلق سوال

انسان کو دنیا میں جو عمر حاصل ہوئی ہے، وہ بڑی قیمتی ہے، اسی عمر کے دائرہ میں رہ کر اس نے اپنی آخرت کو آباد یا برباد کرنا ہے، خاص طور پر جوانی کا عرصہ، انسان کے لیے بڑی بیش قیمت دولت ہے۔

کئی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ قیامت کے دن عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ عمر کو کن چیزوں میں فنا اور خرچ کیا، خاص طور پر جوانی کی صلاحیتیں کہاں اور کن کن کاموں میں فنا اور خرچ کیں۔

چنانچہ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۴۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن (رب تعالیٰ کے سامنے سے) کسی بندہ کے قدم اس وقت تک نہیں ٹلیں گے، جب تک اس سے یہ سوال نہ کرلیا جائے کہ اس نے اپنی عمر کو کن چیزوں میں فنا کیا، اور اس نے اپنا علم کن کاموں میں خرچ کیا، اور اس نے مال کہاں سے کمایا اور کن چیزوں میں خرچ کیا، اور اس نے اپنے جسم کو کن چیزوں میں بوسیدہ کیا (ترمذی)

ہر انسان کو ایک مخصوص مدت کی عمر دے کر دنیا میں بھیجا جاتا ہے، اور وہ عمر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گھٹ رہی ہوتی ہے، یہاں تک کہ ایک دن پوری عمر ہی فنا اور ختم ہو جاتی ہے۔

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم

اس لیے قیامت کے دن پہلا سوال عمر کے فناء کرنے کے بارے میں ہوگا کہ عمر کن کاموں میں فناء اور ختم کی۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جسمانی قوت وصلاحیت عطاء فرمائی ہے، اور ہر انسان اپنے جسم کی قوت

وصلاحیت کوکسی نہ کسی کام میں استعمال کرتا ہے، یہاں تک کہ جسم کی قوت وصلاحیت کوکسی نہ کسی کام میں استعمال کر کے بوسیدہ کرتا ہے،اور پھراس پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کا جسم کسی قابلِ ذکر کام کی طاقت وصلاحیت رکھنے سے قاصروعاجز ہوجاتا ہے،اورانسان خالی رہ کر یابستر پر پڑکرگزارتا ہے،اس لیے جسمانی قوت وصلاحیت کوکن کاموں میں بوسیدہ کیا،یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے، پھرانسان کی فطری طور پر مال کوکمانے، بڑھانے کی طلب اور پھراس کمائے ہوئے مال کوخرچ کرنے کی فکرہوتی ہے، اس لیے مال کمانے اورخرچ کرنے کے بارے میں بھی سوال ہوگا،اور ہرانسان کوکسی نہ کسی شعبہ کاعلم بھی ہوتا ہے،اس کواستعمال کرنے کے متعلق بھی سوال ہوگا،جس کی تفصیل آ گےآتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَزُولُ قَدمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ؟ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ؟ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهِ مَاذَا عَمِلَ فِيهِ؟ (المعجم الكبير للطبراني،رقم الحديث 11)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ابنِ آدم کے قدم اس کے رب کے سامنے سے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے، جب تک چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے،ایک اس کی عمر کے بارے میں کہ اس کوکہاں فنا کیا،دوسرے اس کی جوانی کے بارے میں کہ کن چیزوں میں اس کو بوسیدہ کیا،تیسرے اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا،اورکن چیزوں میں خرچ کیا،چوتھے اپنے علم کے بارے میں کہ کیا عمل کیا(طبرانی)

اگر چہ سوال تو عمر کے بارے میں ہوگا کہ کہاں خرچ اور فنا کی،لیکن انسان بچپن میں شرعی احکام کا عموماً مکلّف نہیں ہوتا،اور بڑھاپے میں عموماً جسمانی وذہنی صلاحیتیں اورقوتیں کمزور ہوجاتی ہیں،اور بڑھاپے میں جسمانی وذہنی کام وعمل کرنا مشکل یا بہت کم ہوجاتا ہے،لیکن جوانی کی عمر میں انسان کوصحیح صحت وتن درستی حاصل ہوتی ہے،اوراس کی جسمانی وذہنی صلاحیتیں وقوتیں بھی اچھی ہوتی ہیں،اورعمر کے اسی حصہ کو انسان اپنے پیٹ اورشرمگاہ وغیرہ کی شہوت میں زیادہ بے دردی کے ساتھ استعمال وخرچ کرتا ہے، پھر بوڑھے ہونے پرانسان ریٹائرڈ ہوجاتا ہے،اوراس کی اس قسم کی صلاحیتیں وقوتیں دَم توڑدیتی ہیں،اس لیے زندگی کے جوانی والے قیمتی حصہ کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ سوال ہوگا،اسی لیے احادیث میں

www.idaraghufran.org

جوانی کے زمانہ کی عبادت کی خاص فضیلت واہمیت کا ذکر آیا ہے۔

بہرحال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بندہ سے چند چیزوں کے متعلق سوال ہوگا، جن میں پہلا سوال عمر کے بارے میں ہوگا کہ عمر کا قیمتی حصہ اور خاص طور پر جوانی کا حصہ کن چیزوں اور کاموں میں خرچ کیا۔ظاہر ہے کہ ہرانسان اپنی زندگی اور خاص طور پر جوانی کا حصہ کسی خاص کام میں خرچ کرتا ہے،کوئی بالکل ہی ناجائز وحرام کام،مثلاً سودخوری، جوئے وغیرہ میں اور کوئی جائز کام مثلاً تجارت میں، کوئی ملازمت میں،کوئی زراعت میں،کوئی تبلیغ وتدریس اور تعلیم وغیرہ میں،لیکن کوئی اس شعبہ سے منسلک ہونے کی حالت میں اچھے کام کرتا ہے،اور کوئی برے کام کرتا ہے،مثلاً کوئی تجارت کے دوران جھوٹ بولتا ہے، ناپ تول میں کمی کرتا ہے، ملاوٹ سے کام لیتا ہے، ملازمت کے دوران رشوت خوری کا ارتکاب کرتا ہے،لوگوں کی حق تلفیاں کرتا ہے،ظلم وستم کا ارتکاب کرتا ہے،کوئی دین کے علم کا صحیح استعمال کرتا ہے اور کوئی غلط استعمال کرتا ہے،اسی طرح مثلاً ڈاکٹری اور طب کے شعبہ کے ساتھ وابستہ بعض افراد اس علم کا استعمال اپنے ذاتی مفاد کی خاطر کرتے ہیں،مریضوں سے ناجائز پیسے بٹورتے ہیں،اپنے کمیشن اور فائدہ کے لیے مختلف دوائیاں اور ٹیسٹ تجویز کرتے ہیں،مختلف مشینریوں کے مستری اور مکینک جھوٹ بول کر اور غلط بیانی کرکے پیسے حاصل کرتے ہیں،اور اس طرح کے علم کے ساتھ ساتھ مال کمانے اور خرچ کرنے کا بھی بڑا تعلق ہے،اس لیے مال کن طریقوں اور ذریعوں سے حاصل کیا،اور کن کاموں میں خرچ کیا،مثلاً حلال طریقوں سے مال کمایا،یا حرام طریقوں سے کمایا، زکاۃ وصدقات وغیرہ میں اور اللہ کی رضا والے کاموں میں مال کو خرچ کیا یا پھر گناہوں،فضول خرچیوں اور رسم ورواج اور نام ونمود اور فخر وتفاخر میں خرچ کیا،اس طرح کے سب سوالات ہوں گے۔اس طرح زندگی میں عمر، جوانی، مال کے حصول وخرچ اور علم کے استعمال کے بارے میں ایک ایک چیز کے متعلق سوال ہوگا۔

مگر اس موقع پر یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ بعض احادیث میں یہ وضاحت آئی ہے کہ امتِ محمدیہ کا ایک بڑا طبقہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا،اور یہ وہ لوگ ہوں گے، جو نہ تو ٹونا ٹوٹکا کرتے ہیں،اور نہ بدشگونی وبدفالی کا ارتکاب کرتے ہیں،اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اس لیے محدثین نے فرمایا کہ قیامت کے دن عمر وغیرہ کے متعلق سوال ہونے سے پہلے قدم نہ ٹلنے کا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا، جن کا حساب وکتاب ہوگا،اور جو لوگ حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، وہ اس طرح کے سوال وجواب سے بری ہوں گے۔واللہ اعلم۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (قسط2)

مولانا محمد مظہر بقا صاحب کا حوالہ

فاضل دارالعلوم دیوبند،حضرت مولانا محمد مظہر بقا صاحب رحمہ اللہ،اپنے مفصل ومدلل مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

تعلیم سے فراغت کے بعد جب (حضرت شاہ صاحب کو) تدریس کی نوبت آئی،اور مذاہبِ اربعہ کی فقہ اور اصولِ فقہ کی کتابوں اور ان احادیث میں غور وفکر کا موقع ملا،جن سے اصحابِ مذاہب تمسک کرتے ہیں،تو بعض مسائل میں حنفی مسلک سے منحرف ہوکر حدیث پر یا حدیث کے مطابق دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کا جو رجحان انہیں وراثتاً ملا تھا،اس نے مزید شاخ وبرگ نکالے،اور اس مرحلہ میں جس مسلک پر انہیں استقرار رہا،اسے شاہ صاحب نے ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے:

’’وبعد ملاحظہ کتبِ مذاہبِ اربعہ واصولِ فقہ ایشاں واحادیثے کہ متمسک ایشاں است قرارداد خاطر بمدد نورِ غیبی روش فقہاءِ محدثین افتاد‘‘(الجزءاللطیف،ص۲۰۳،۲۰۴)

’’یعنی چاروں فقہاء کے مذاہب اور ان کے اصولِ فقہ کی کتابیں،اور جن احادیث سے وہ استدلال کرتے ہیں،ان کو دیکھنے کے بعد اپنی بصیرت کی روشنی میں دل فقہائے محدثین کے طرزِ عمل پر مطمئن ہوا‘‘

اس سے ثابت ہوا کہ غور وفکر نے شاہ صاحب کو جس منزل پر پہنچایا،وہ یہ تھی کہ انہوں نے فقہائے محدثین کا مسلک اختیار کیا۔فقہائے محدثین سے کون لوگ مراد ہیں؟اس کی تعیین شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خود کردی ہے،چنانچہ ایک موقع پر مجتہدِ مطلق منتسب کی یہ تعریف کرتے ہوئے کہ:

’’انہ الجامع بین علم الحدیث و الفقہ المروی عن اصحابہ‘‘

اس کا طریقۂ کار یہ بیان کیا ہے کہ وہ ائمۂ فقہ سے منقول مسائل کو کتبِ حدیث کی روشنی میں پرکھتا ہے،اور اسی کے مطابق اخذ وترک کا معاملہ کرتا ہے۔

www.idaraghufran.org

جس کے تفصیلی بیان کا یہ خلاصہ ہے۔

اس کے آخر میں لکھتے ہیں:

”فهذه طريقة المحققين من فقهاء المحدثين وقليل ما هم وهم غير الظاهرية من أهل الحديث الذين لا يقولون بالقياس ولا الإجماع وغير المتقدمين من أصحاب الحديث ممن لم يلتفتوا إلى أقوال المجتهدين أصلا ولكنهم أشبه الناس بأصحاب الحديث لأنهم صنعوا في أقوال المجتهدين ما صنع أولئک فی مسائل الصحابة والتابعين“ (عقد الجيد، ص ۱۸، فصل في المجتهد المطلق المنتسب)

(یعنی یہ فقہائے محدثین میں سے محققین کا طریقہ ہے، اور یہ حضرات قلیل ہوتے ہیں، اور وہ ان ظاہری اہلِ حدیث کے بھی علاوہ ہیں، جو قیاس اور اجماع کے قائل نہیں، اور متقدمین محدثین کے بھی علاوہ ہیں، جو مجتہدین کے اقوال کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے” یہ فقہائے محدثین ان دونوں طبقوں کے علاوہ ہیں“ البتہ یہ متقدمین محدثین سے مشابہت رکھتے ہیں، کیونکہ ان حضرات کا مجتہدین کے اقوال میں وہ طرزِ عمل ہے، جو ان محدثین کا صحابہ وتابعین کے مسائل میں تھا)

معلوم ہوا کہ:

۱۔فقہائے محدثین سے وہ لوگ مراد ہیں، جو حدیث وفقہ دونوں کے جامع ہوں۔

۲۔یہ لوگ ائمہ سے منقول مسائل کو آنکھیں بند کر کے بعینہٖ قبول نہیں کرتے، بلکہ عرض علی الاحادیث کے بعد، احادیث کی موافقت یا مخالفت کے مطابق اخذ وترک کا معاملہ کرتے ہیں۔

۳۔اصحابِ ظواہر، اہلِ حدیث، قیاس اور اجماع کے قائل نہیں، اور متقدمین اصحابِ حدیث مجتہدین کے اقوال کی طرف اصلاً التفات نہیں کرتے۔ [1]

فقہائے محدثین کا طریقہ ان دونوں سے مختلف ہے۔

۴۔البتہ یہ لوگ اپنے طریقۂ کار میں اصحابِ ظواہر کے مقابلہ میں اصحابِ حدیث سے زیادہ

---

[1] تمام اصحابِ ظواہر اور اہلِ احادیث کی طرف علی الاطلاق قیاس واجماع کے انکار کی نسبت کرنے سے بندہ کو اتفاق نہیں، متقدمین اصحابِ حدیث کے دور میں تو مذاہبِ اربعہ اور بعد میں رائج تقلید کا شیوع بھی نہ ہوا تھا، جس کی تفصیل بندہ نے دوسرے مقام پر کر دی ہے۔

www.idaraghufran.org

مشابہ ہوتے ہیں، اس لیے کہ اصحابِ حدیث ''عرض علی الاحادیث'' کی جو صورت صحابہ اور تابعین کے مسائل میں اختیار کرتے ہیں، وہی صورت یہ لوگ مجتہدین کے اقوال میں اختیار کرتے ہیں۔فقہائے محدثین کی روش جس طرح کلیۃً عدمِ تقلید کی روِش نہیں، اسی طرح کلیۃً تقلید کی روش بھی نہیں (اصولِ فقہ اور شاہ ولی اللہ، ص۹۰، ۹۱، فصل نمبر2، علمی حالت، ناشر: بقا پبلیکیشنز، کراچی، اشاعتِ دوم:1986ء)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اسی فقہی ذوق کی تعبیر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے ''محقق'' ہونے سے کی ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

مولانا محمد مظہر بقا صاحب رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے فقہی مسلک کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

خلاصہ یہ ہے کہ شاہ صاحب نہ ان مقلد فقہاء کی طرح ہیں، جو اپنے امام کے قول سے سرمو تجاوز نہیں کرتے، نہ ان اصحابِ ظواہر کی طرح ہیں، جو قیاس اور اجماع کو حجت نہیں مانتے، نہ ان متقدمین اہلِ حدیث کی طرح جو مجتہدین کے اقوال کی طرف قطعاً التفات نہیں کرتے، اور نہ ہمارے زمانے کے ان اہلِ حدیث حضرات کی طرح جن کے ہندی پیش رو شیخ فاخر الہ آبادی، شیخ نذیر حسین دہلوی اور نواب صدیق حسن خان، بقول مولانا عبدالحیؒ، تقلید کو حرام کہتے ہیں، اور قیاس واجماع کی حجیت کے بھی منکر ہیں، اور جن میں کے بعض متشددین مثلاً شیخ عبدالحق بنارسی اور شیخ عبداللہ الہ آبادی وغیرہ، مقلدین حضرات کو اہلِ بدعت اور اہلِ ہویٰ کہتے ہیں، اور ائمہ خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے درپے ہیں۔شاہ صاحب رحمہ اللہ ایک فقیہ محدث کی طرح مجتہدین کے اقوال اور احادیث دونوں کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔

پہلے وہ مجتہدین کے اقوال کو دیکھتے ہیں، پھر احادیث کو، اور جس مجتہد کا قول صریح اور معروف سنت کے موافق پاتے ہیں، وہ اسے اختیار کر لیتے ہیں، ان کی نظر پہلے احادیث پر نہیں پڑتی، بلکہ مجتہدین کے اقوال پر نظر ڈال لینے کے بعد وہ احادیث کو دیکھتے ہیں، اسی لیے اگر انہیں کوئی ایسی حدیث ملتی ہے، جسے کسی مجتہد نے اختیار نہ کیا ہو، تو وہ اسے ترک کر دیتے ہیں (اصولِ فقہ اور شاہ ولی اللہ، ص۱۲۲، فصل نمبر۲ شاہ صاحب کی ممتاز روِش، ناشر: بقا پبلیکیشنز، کراچی، اشاعتِ دوم:1986ء)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نہ تو مقلدِ محض وجامد ہیں، اور نہ ہی غیر مقلدوں کی طرح فقہاء و مجتہدین سے بے نیاز ہیں۔

مولانا محمد مظہر بقا صاحب رحمہ اللہ اپنے مذکورہ مقالہ میں ہی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

اس موقع پر اتنا اور عرض کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ دینی علوم میں سے فقہ کی گرم بازاری صرف شاہ صاحب رحمہ اللہ کے زمانہ یا ان سے قبل کے شمالی ہند کی خصوصیت نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک جن جن اسلامی یا مسلم سلطنتوں میں اسلامی شریعت ملکی قانون کی حیثیت سے رائج رہی ہے، وہاں فقہ کی گرم بازاری بدستور رہی ہے، معین مذاہب کے وجود میں آنے سے قبل کسی خاص مکتبِ فکر کی فقہ ملک کا قانون نہ ہوا کرتی تھی، لیکن جب فقہ کا ذخیرہ مدون ہوگیا اور مختلف فقہی مکاتب وجود میں آ گئے اور ان مکاتب کے متبعین کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف تعصب بھی راہ پا گیا، تو جس سلطنت کا امیر جس مکتبِ فکر سے تعلق رکھتا تھا، اسی کی فقہ کو اپنی قلمرو میں ملکی قانون کی حیثیت سے رائج کر دیتا تھا، ہندوستان میں چونکہ امراء سے عوام تک، غالب اکثریت حنفی مذہب کی متبع تھی، اس لیے غزنوی سے لے کر مغلیہ دور کے آخر تک یہاں کا ملکی قانون بھی فقہ حنفی کے مطابق تھا، اور اسی لیے یہاں تنہا فقہ حنفی کا رواج تھا۔

فقہ حنفی پر جمود اس لیے بھی تھا کہ عوام حنفی مذہب کے مطابق فتوے اور فیصلے چاہتے تھے، کسی نئے مجتہد کے اجتہادات کو قبول کرنا تو کیا وہ احناف سے ہٹ کر ائمۂ ثلاثہ تک کی بات ماننے کے روادار نہ تھے، اس لیے بھی کہ مجتہد کے لیے جس درجہ کی عدالت اور جس پائے کا علم ضروری ہے، وہ نہ اس زمانہ کے علماء میں موجود تھا، اور نہ ان کے علم وعدالت پر لوگوں کو اعتماد تھا۔

امراء وعوام کے اسی رجحان کی وجہ سے عہدۂ قضاء پر صرف وہ علماء فائز کیے جاتے تھے، جو نرے حنفی ہوں، گویا اس زمانہ کی منڈی میں جامد حنفیت کی مانگ بھی تھی، اور اجتہاد کی راہ اختیار کرنا اپنے آپ کو بے قیمت کرنا تھا۔

چنانچہ شاہ صاحب نے بھی جب حنفیت سے ”گو عملاً نہ سہی“ فکری طور پر منحرف ہوکر اپنی راہ علیٰحدہ بنائی، تو نہ خود ان کے زمانہ والوں نے اس راہ کو اختیار کیا، اور نہ ان کے بعد والوں نے،

www.idaraghufran.org

کیونکہ شاہ صاحب اگر مجتہدِ مطلق مستقل ہیں، تو کسی مستقل فرقہ کی شکل میں ان کے متبعین کہاں ہیں، اور اگر مجتہد منتسب اور فقیہ محدث ہیں، تو جس فقہِ حدیث کی انہوں نے بنیاد رکھی تھی، اس پر کون عامل ہے؟ ہندوستان کے دو ہی فرقے مسلکاً ان کی طرف اپنا انتساب کرتے ہیں، حنفی اور اہلِ حدیث، حنفی اگر شاہ صاحب کے متبع ہیں، تو بیشتر مسائل میں حنفیت سے جو انحراف شاہ صاحب نے کیا ہے، یہ کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر اہلِ حدیث شاہ صاحب کے متبع ہیں، تو ان کے عمل اور تلقین کے خلاف انہیں تقلید سے یہ تنفر اور ائمۂ مجتہدین سے یہ بیزاری کیوں؟ (اصولِ فقہ اور شاہ ولی اللہ ص۸۴، ۸۵، فصل نمبرا، بعنوان "علمی حالات"، ناشر: بقا پبلیکیشنز، کراچی، اشاعتِ دوم: 1986ء)

ہمارے نزدیک حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فقہ واجتہاد میں جو طرزِ عمل اپنایا، اس پر نہ تو ہندوستان و پاکستان وغیرہ کے موجودہ اہلِ حدیث پورے اترتے ہیں، اور نہ ہی جامد و متشدد قسم کے حنفی، جس کے تفصیل آگے خود حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تصریحات کے ذیل میں آتی ہے۔

مولانا محمد مظہر بقا صاحب رحمہ اللہ اپنے مذکورہ مقالہ ہی میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مذاہبِ اربعہ کے درمیان توفیق کا جو رجحان شاہ صاحب حرمین سے لائے تھے، اس میں یہاں کے ماحول نے وقتی طور پر اس حد تک تغیر کر دیا کہ یہ رجحان حنفیت اور شافعیت کے درمیان توفیق تک محدود ہو گیا۔

ایسا کیوں ہوا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ شافعی مذہب ہمیشہ سے حنفی مذہب کا مدِ مقابل رہا ہے، احناف کی کتبِ فقہ میں بھی شافعی مذہب کو جس کثرت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، اور جس شدت سے اس کی تردید کی جاتی ہے، یہ طرز دوسرے مذاہب کے ساتھ اختیار نہیں کیا جاتا، شاہ صاحب کے زمانہ میں حنفی فقہ کی جو کتابیں، شرح وقایہ اور ہدایہ درس میں رائج تھیں، اور جو شاہ صاحب نے خود بھی پڑھی اور پڑھائی تھیں، ان کا، خصوصاً ہدایہ کا اسلوب اس حقیقت کی بین شہادت ہے، اس لیے ایک طرف تو وہ کیفیت تھی کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں، جن میں، عوام سے امراء تک غالب اکثریت احناف کی تھی، شافعیت سے بعد بلکہ تنفر تھا۔

دوسری طرف شاہ صاحب کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے ذہن پر حدیث کے غلبہ اور شیخ ابو طاہر

کے تعلق سے شافعی مذہب کے اثرات بہت گہرے تھے۔

اس لیے انہوں نے سوچا کہ احناف کوشافعی مذہب سے جوتنفر ہے، پہلے اسے ختم کیا جائے، باقی رہے مالکی اور حنبلی مذاہب،تو نہ یہاں کے ماحول میں ان کی طرف سے تنفر تھا،اور نہ شاہ صاحب کے ذہن پران مذاہب کا اتنا اثر تھا،اس لیےان دونوں سے صرفِ نظرکر کے انہوں نے اپنی مساعی کوصرف حنفیت اورشافعیت کے درمیان توفیق کے لیے وقف کردیا۔

شاہ صاحب کے پاس اس کے لیے ایک معقول وجہِ جواز یہ بھی موجود تھی کہ دنیا میں انہی دو مذاہب کے متبعین کی اکثریت ہے،اورانہی میں علماءاور مصنفین کی کثرت ہے،اس لیے ملاءِ اعلیٰ کی طرف سےان کے قلب میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ ان دونوں مذاہب کوملاکرایک مذہب کی طرح کردیا جائے(اصولِ فقہ اورشاہ ولی اللہ،ص۱۹۵،فصل نمبر2،شاہ صاحب کی ممتاز روِش،ناشر: بقاپبلیکیشنز،کراچی،اشاعتِ دوم:1986ء)

حنفی اورشافعی مذہب کوملاکرایک کردینے کارجحان بھی ملاءِاعلیٰ کی طرف سے قلب میں پیدا شدہ ایک داعیہ کانتیجہ ہے(تفہیمات،جلد۱صفحہ۲۱۲)

مذاہبِ اربعہ کوایک سطح پرسمجھنا یہ بھی حضورصلی اللہ علیہ وسلم کےروحانی ارشادکااثر ہے(الدرالثمین، صفحہ۵،تفہیمات،جلد۲صفحہ۲۵۰)(اصولِ فقہ اورشاہ ولی اللہ،ص۱۲۴،فصل نمبر2،شاہ صاحب کی ممتاز روِش)

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے یہ تصریح پہلے گزرچکی ہے کہ:

جہاں تک(دیوبندکے)علمی مسلک کاتعلق ہے،اس کا مرجع الامر حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ذاتِ گرامی ہے،جن پرمنجانب اللہ یہ علمی مسلک الہامی طور پر وارد شدہ ہے،جس کی تفصیل گزرچکی ہے،اوروہ سارے علمی طبقات کے لیے اپنے کمالِ اعتدال اورجامعیت کی وجہ سے جیسے طبعًا مرکزِکل ہے،ایسے ہی سارے اہلِ مسالک اگرانصاف سے کام لیں،تو اس پرجمع ہوسکتے ہیں،یاکم سے کم اسے اپنا مرکزتسلیم کرکے،اس سے قریب ہوسکتے ہیں(تاریخ دارالعلوم دیوبند،ص۲۸،مقدمہ)

مذکورہ حوالہ جات سے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے فقہی مذاہب کوایک دوسرے کے قریب کرنے، تطبیق دینے،اورمعمولی یاغیرضروری بُعدکودورکرنے کے ذوق پر روشنی پڑتی ہے۔ (جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

مقالات و مضامین

مفتی طلحہ مدثر

جماعت تبلیغ کے ساتھ چالیس دن (دوسری و آخری قسط)

مذکورہ باتیں ایسی ہیں کہ جو شخص بھی ان صفات کی بھرپور رعایت کرتے ہوئے وقت لگائے گا اس کی زندگی میں مثبت تبدیلی کا پیدا ہوجانا لازم ہے، پھر اس پر مزید یہ کہ ان کے علاوہ ہر کام کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا کہ ہر کام کو ان چھ صفات کے ساتھ کیا جائے۔

(۱) ''کلمہ والا یقین''

یعنی اس یقین کے ساتھ کیا جائے کہ اصل کام کے بنانے والے اللہ ہی ہیں اگرچہ ہم سنت کی پیروی میں اسباب کو اختیار کررہے ہیں لیکن اسباب سے کوئی کام بن جانے کا یقین ہمارے دل میں نہ ہو۔

(۲) ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ''

یعنی ہر کام کرتے وقت اس کی رعایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو کس طریقے سے کیا پھر (اگر کوئی عذر نہ ہوتو) اس طریقے کی پیروی کی جائے۔

(۳) ''اللہ تعالیٰ کا دھیان''

یعنی ہر کام کو کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہے جو اس کام کو غلط طریقے سے کرنے میں مانع بن جائے۔

(۴) ''فضائل کا استحضار''

یعنی جو بھی کام ہو اس میں یہ بات پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس عمل پر انعام دیں گے اور اس کام کے کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے یہاں میرا اعزاز و اکرام ہوگا۔

(۵) ''اللہ کی رضا مندی''

یعنی ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا کوئی دنیاوی فاسد غرض اس میں شامل نہ ہو اور دکھلاوے سے بچا جائے۔

(۶) ''نفس کا مجاہدہ''

یعنی ہر کام کے دوران جو نفس پر بوجھ پڑتا ہے، اس کو برداشت کرنا اور خلاف طبیعت کام کو گوارا کرنا کہ اس

کی عادت بن جانے کے بعد دین پر چلنا آسان اور سہل ہو جاتا ہے۔

یہ تمام وہ اصول ہیں جسکی ہدایات تمام افراد کو دی جاتی ہے۔

جماعت کے معمولات یومیہ

بنیادی طور پر جماعت میں نکلنے والے حضرات ان افعال کو معمول کا حصہ بناتے ہیں۔

’’صبح کا بیان‘‘

فجر کی نماز کے بعد مختصر بیان ہوتا ہے جو تقریباً ۱۰ سے ۲۰ منٹ پر محیط ہوتا ہے اور عام بیان کی بنسبت تھوڑا مختصر ہوتا ہے جس میں مندرجہ بالا چھ نمبر ہی بیان کیے جاتے ہیں۔

’’صبح کا مشورہ‘‘

مشورہ کا اصل مقصد اہل علاقہ و اہل محلّہ کی دینی حالت کو زیر بحث لانا ہے کہ نمازیوں کی تعداد اور دینی فکر کی کیا حالت ہے اور اس کو مزید کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے، کام کو کس نہج پر چلایا جائے تو اہل علاقہ کی دینی فکر کے لیے زیادہ موزوں و مناسب ہوگا اور اگر مسجد میں اعمال نہیں ہیں تو اس کا اجرا کیسے کیا جاسکتا ہے وغیرہ وغیرہ اور ضمناً یہ بھی طے کر لیا جاتا ہے کہ کس ساتھی کے ذمہ آج کے اعمال: تعلیم، بیان، اعلان وغیرہ میں سے کونسا عمل لگایا جائے۔

’’اڑھائی گھنٹے کی تعلیم‘‘

روزانہ کی بنیاد پر تقریباً اڑھائی گھنٹے کی تعلیم ہے جسکا عموماً وقت ظہر سے پہلے کا ہے البتہ گشت وغیرہ یا کسی عمل کے سبب تاخیر ہو جائے تو بعد میں بھی کی جاسکتی ہے، بنیادی طور پر تعلیم کے تین حصے ہیں، جن کے شروع کرنے سے پہلے تعلیم کا مقصد تعلیم کی فضیلت اور تعلیم کے آداب کا مختصر مذاکرہ کیا جاتا ہے، پھر اس کا پہلا حصہ کتابوں سے پڑھنا ہے جس میں فضائل اعمال مصنفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کی تمام کتب سے پڑھنا ہے اور دوسرا حصہ آخری دس سورتوں اور سورہ فاتحہ کی تجوید ہے تا کہ کم از کم نماز درست ہو سکے اور تیسرا حصہ جو سب سے آخر میں ہے وہ تمام ساتھیوں کا چھ نمبر کا مذاکرہ کرنا ہے۔

’’ظہر کی تعلیم‘‘

یہ مختصر تعلیم ہوتی ہے جس میں چھ نمبر کا مذاکرہ اور تعلیم کے دوران تجوید کا عمل نہیں ہوتا صرف کتاب سے

پڑھ کر تعلیم کرائی جاتی ہے۔

''اعلان عصر ومغرب''

عام طور پر عمومی گشت عصر کے بعد ہوتا ہے، اس لیے اعلان میں گشت اور بیان کی اطلاع دی جاتی ہے جس میں مختصر اور جامع الفاظ کے ادا کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے ۔

''آداب گشت یا ترغیب گشت''

آداب گشت سے یہ مراد ہے کہ اعلان کے بعد ایک ساتھی گشت کے فضائل اس کا مقصد اور اس کے آداب وغیرہ بیان کرتا ہے، مثلاً فضائل میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ انبیاء علیھم السلام کی سنت ہے اور نبی علیہ السلام بھی کفار کے پاس جا کر ان کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے، اور مقصد کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم نااہلوں کے واسطے سے اللہ کسی کی دینی فکر میں تبدیلی پیدا فرمادیں اور ساری انسانیت جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والی بن جائے، اور آداب میں یہ بتایا جاتا ہے کہ راستے کے ایک طرف کو چلا جائے، عاجزی کے ساتھ خود کو محتاج سمجھتے ہوئے بات کی جائے، اور دل ہی دل میں اس شخص کی ہدایت کے لیے دعا کی جائے، ذکر کا اہتمام کیا جائے اور واپسی پر استغفار کے ساتھ واپسی کی جائے اگر کوئی عذر کرے تو اس کو قبول کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

''کلام الجلوس یا بیٹھ کر بات''

جب ایک جماعت گشت کے لیے تیار ہو جاتی ہے تو کچھ ساتھی مسجد میں ٹھہر جاتے ہیں جس میں ایک ساتھی ذکر اور دعا میں مشغول ہوتا ہے ایک ساتھی مسجد میں آنے والوں کے استقبال میں اور ایک ساتھی بیٹھ کر چھ نمبروں کے اندر رہتے ہوئے ترغیب وغیرہ دیتا ہے اسی کو کلام الجلوس یا بیٹھ کے بات کا نام دیا جاتا ہے۔

''گشت''

گشت سے مراد اہل علاقہ کے پاس جا کر کلمہ کی یاددہانی کے بعد ان سے اس بات کی درخواست اور گزارش کرنا ہے کہ مسجد میں ایک ساتھی ایمان اور یقین کی بات کر رہا ہے آپ بھی تشریف لے آئیے، گشت کی ابتداء ایسے ہے، کہ آداب گشت کے بعد چند ساتھیوں کو مسجد میں چھوڑ کر باقی تمام افراد گشت کے لیے جاتے ہیں جن میں ایک متکلم ہوتا ہے جو بات کرتا ہے اس کے علاوہ کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور ایک

مقامی شخص رہبر ہوتا ہے جو مقامی افراد سے جماعت کا تعارف کراتا ہے جبکہ ایک ساتھی امیر ہوتا ہے۔

”بیان مغرب“

مغرب کے بعد ایک ساتھی بیان کرتا ہے جس میں تبلیغ کی فضیلت اور اہمیت پر اور ترغیب پر توجہ دی جاتی ہے اس بیان کے اختتام پر ایک تشکیل والا ساتھی ہوتا ہے جو ارادے لکھوانے والوں کے ارادے بمع نام کے تحریر کرتا ہے۔

عشاء کی تعلیم

عموماً عشاء کے بعد بھی مختصر تعلیم ہوتی ہے جو اجتماعی اعتبار سے دن کا آخری عمل ہوتا ہے۔

دیگر اعمال

ان کے علاوہ چند اور اعمال بھی ہوتے جس میں ہر عمل کے مذاکرے سرفہرست ہیں مثلاً اگر بیان کرنا ہے تو اسکا کیا طریقہ کار ہوگا، خدمت ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے، تعلیم کے دوران کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، کھانے پینے، سونے جاگنے، عمومی دعوت، خصوصی دعوت، مسجد کے، سفر کے آداب وغیرہ ان تمام چیزوں کے مذاکرے کیے جاتے ہیں، اسی طرح عمومی گشت کے علاوہ خصوصی گشت بھی ہوتے جن میں خصوصی افراد سے ملاقاتیں کی جاتی ہیں اور ان افراد کی نوعیت ہر علاقے میں مختلف ہوتی ہے، پھر اس کے ساتھ خدمت کا عمل بھی ہے جو بدل بدل کر دو افراد کے ذمہ لگائی جاتی ہے، یہ وہ اعمال ہیں جو جماعت کے معمول کا حصہ ہوتے ہیں۔

جماعت میں وقت لگانے کی اہمیت

مذکورہ گزارشات سے اس بات کا اندازہ بخوبی ہو گیا ہوگا کہ جماعت کے معمولات اور افعال میں کوئی ایسی چیز داخل نہیں ہے جو خلاف شریعت ہو (ہاں جماعت کے کسی بھی عمل میں ایک خاص اختیار کردہ طریقے میں اگر کوئی فرد کلام کرے تو اس کی گنجائش ہوگی کیونکہ یہ ایک انتظامی چیز ہے جو کہ تجربی ہے منصوص نہیں ہے جیسا کہ آگے آتا ہے) مسلسل چند ایام تک ان معمولات کو اختیار کرنے کی وجہ سے اور خصوصاً مسجد کے ماحول میں رہنے کی وجہ سے اس کو گناہوں کے مواقع کم میسر آتے ہیں جو کسی بھی شخص کے ایمانی کیفیت کو بڑھانے کے لیے اور اس کے دل میں دین کی فکر اور خوف خدا پیدا کرنے کے لیے عین موزون ہے، لہٰذا ایسا شخص جس کو اپنی پست دینی حالت کی نہ کوئی پرواہ ہے نہ ہی اس حالت کو بہتر بنانے کی کوئی خواہش

www.idaraghufran.org

وتمنا،اس پر مزید یہ کہ وہ اپنے معاشی اور معاشرتی مسائل میں اس طرح سے جکڑا ہوا ہے کہ کئی دفعہ احساس اور فکر مندی پیدا ہونے پر بھی وہ دینی اعتبار سے کوئی خاطر خواہ کامیابی بالعموم حاصل نہیں کر پاتا،جس کی اصل وجہ دین کی اہمیت اور اپنی اصلاح کی فکر کا کم ہوجانا ہے ایسے افراد کا جماعت میں جانا ان کو اپنے دین کے بارے میں سوچنے کے لیے مستقل وقت فراہم کرتا ہے اور ایسے ماحول میں ان کے سامنے ایسے بہت سے افراد آتے ہیں جو دینی اعتبار سے ان سے کافی بہتر ہوتے ہیں یہ سارے عوامل مل کر کسی بھی شخص کو دین کے بارے میں آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں اگر وہ بے علم ہے تو اس میں علم کے اور باعلم ہے تو عمل کی فکر جگاتے ہیں جو اپنی اصلاح احوال کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ہے،اس لیے ایسے افراد کے لیے جن کو اصلاح کا کوئی اور طریقہ میسر نہ ہو جماعت میں وقت لگانا بہت مفید ثابت ہوتا ہے جیسا کہ عام طور پر مشاہدہ ہے۔

اسلام میں غلو کی ممانعت

دین اسلام میں غلو کی شدید ممانعت ہے،اور غلو کا مطلب ہے کسی بھی معاملے میں حد سے تجاوز کرنا،غلو کی ممانعت جس طرح دنیا کے کاموں میں ہے اسی طرح دین کے معاملے میں بھی غلو کی ممانعت ہے،اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بنی اسرائیل کو سرزنش کرتے ہوئے ان کو اس بری عادت سے منع کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ (سورة مائده ۷۷)

ترجمہ:اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو(مائدہ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا(سورة بقرة ۱۴۳)

ترجمہ:اور اسی طرح ہم نے تمہیں (امت محمدیہ!) معتدل امت بنایا(بقرہ)

اور نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

"أَيُّهَا النَّاسُ، إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ (سنن ابن ماجه،أبواب المناسک،باب قدر حصى الرمى،رقم الحديث ۳۰۲۹) [1]

ترجمہ:اے لوگوں!دین میں غلو کرنے سے بچو،بیشک تم سے پہلے لوگوں کو بھی دین میں غلو

[1] قال شعيب الارنؤوط فی حاشيته :إسناده صحيح.

www.idaraghufran.org

کرنے نے ہلاک کیا ہے(ابن ماجہ)

دین کے کسی حکم کے بارے میں غلو کرنا اور اس کے کسی حکم یا عبادت کو اپنے درجے سے بڑھا دینا بھی غلو میں داخل ہے، یوں تو ہر شعبہ میں بہت سی باتیں قابل اصلاح ہیں خواہ وہ علماء ہوں، عوام ہوں، حکمران ہوں یا رعایا ہوں ہر طرح کے افراد میں کوتاہیاں پائی جاتی ہیں، بعض کوتاہیاں عملی ہوتی ہیں جن کا سد باب بھی ضروری ہے لیکن بعض کوتاہیاں فکری ونظریاتی ہوتی ہیں جو پہلی قسم سے زیادہ خطرناک ہوتی ہیں کیونکہ اس کو درست سمجھنے کی بنا پر اس کی اصلاح کی فکر اور کوشش کی طرف دھیان نہیں جاتا، اس بابرکت کام میں بعض فکری ونظری کمزوریاں اس میں منسلک عوام سے پھیلتی پھیلتی علماء اور ارباب منبر تک پہنچ گئی ہیں جس کا لازمی جزو یہ ہے کہ جماعت سے منسلک ہونے والے نئے فرد میں اکثر وبیشتر یہ غلط فہمی (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) شروع سے ہی پیدا ہوجاتی ہے، لہٰذا اس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

دعوت الی اللہ اور تبلیغ کے کام کی افادیت اور ضرورت گزشتہ سطور میں واضح کردی گئی ہے لیکن کسی عمل کی افادیت اور اہمیت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ اس کو ہر حال میں فرض ہی قرار دیا جائے چنانچہ تہجد کی اہمیت اور فضیلت نیز فوائد وثمرات ہر مسلمان کو عام طور پر معلوم ہیں، اس کی اہمیت کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ تہجد بھی فجر کی نماز کی طرح فرض ہے تو یہ بات یقیناً غلط اور قابل اصلاح ہے، کسی بھی عمل کے یا اس کے ایک مخصوص طریقے کے فوائد وثمرات خواہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اگر وہ عمل یا اس کا ایک مخصوص طریقہ شریعت کی طرف سے امت پر فرض ولازم نہیں ہے تو اس کو فرض قرار دینا غلط اور قابل نکیر فعل ہوگا، اسی طرح سے تبلیغ کی اس خاص صورت کی افادیت اور اہمیت تو مسلم ہے لیکن اس کے باوجود اس خاص طرز کو سب افراد کے لیے ہر حال میں ضروری سمجھنا اور اس پر اصرار کرنا اور اس سے ہٹ کر دعوت وتبلیغ اور اشاعت وحفاظت دین کی مختلف ومتنوع شکلوں کو اہمیت نہ دینا بلکہ ان شکلوں کو چھوڑ کر خاص اس شکل کو اختیار کرنے پر زور دینا، خواہ وہ تمام شکلیں صحیح شرعی اصولوں کے مطابق ہی کیوں نہ ہوں یہ غلو فی الدین یا غلو فی التبلیغ ہے اور اس کو اپنے درجہ سے بڑھانا ہے۔

تبلیغ کے شریعت میں اعمال، احوال اور افراد مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف درجے اور قسمیں ہیں اور اسی اعتبار سے ان کا حکم ہے، تبلیغ کا ایک درجہ فرض عین بھی ہے اسی طرح فرض کفایہ، سنت ومستحب درجات ہیں اور اس کے برعکس مکروہ وممنوع صورتیں بھی ہیں، فقہاء وعلماء امت نے ان سب قسموں کی نشاندہی کی ہے

اوران کی تفصلات، درجات، شرائط، احکام اور آداب بیان کیے ہیں، جن میں سے بہت سی تفصیلات احکام وشرائط نیز اختیار کردہ بیشتر صورتیں اجتہادی اور انتظامی نوعیت کی ہیں اور زمانہ، حالات واشخاص کے بدلنے سے یہ احکام اور درجات بھی بدلتے رہتے ہیں سب افراد پر مختلف احوال ہونے کے باوجود ایک ہی حکم لگانا درست نہیں ہے، تبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شریعت میں ضروری ہے اس (تبلیغ) کے عمل کو انجام دینے کے لیے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے اس کی اجازت ہے کسی خاص طریقے کے پابندی لازم اور ضروری نہیں ہے، اگر اسی خاص طریقے کی پابندی لازمی ہوتی تو پھر اس سلسلے میں تبلیغی جماعت میں کی گئیں بہت سی انتظامی تبدیلیاں مثلاً شب اتوار، اجتماعات کو مختلف حصوں میں منقسم کرنا، جوڑ کے ایام میں کمی کرنا، بعض امور کو مراکز کی طرف منتقل کرنا وغیرہ بھی درست نہ ہوتیں بلکہ یہ تمام تبدیلیاں کرنا ناجائز ہوتا جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ ساری شکل ایک انتظامی چیز ہے اصل مقصود تبلیغ ہے جبکہ اس حقیقت کے بالکل برعکس اکثر عوام اور متعدد اصحاب منبر سے یہ بات سنی (یہ بات چونکہ بذات خود راقم کے مشاہدے میں آئی ہے اس لیے تحریر کی جرأت کی ہے) کہ تمام مسلمانوں کے لیے یہی خاص طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایسا انداز اختیار کیا گیا جس سے دین کے دوسرے شعبوں کی تردید یا تنقیص یا کم از کم ان کی افادیت کی کمی کا رجحان ظاہر ہوا، یہ طرز عمل غلو میں داخل ہے اور ذریعہ کو مقصود سمجھنا ہے، اور اس جماعت کے بانیین کے حالات وطریقۂ کار سے ناقفیت پر مبنی طرز ہے، جس کی اصلاح کی سنجیدگی کے ساتھ فکر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسی طرح کی کوتاہیاں پیدا ہونے کا جماعت کے بانی حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کا اندیشہ تھا جس کا وہ اہل علم سے تذکرہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اصلاح کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

مباحث روح و بدن (حصہ چہارم)

جسم سے روح کے تعلق کی مختلف اقسام

حافظ ابنِ قیم جوزی نے کتاب الروح میں جسم سے روح کے تعلق کے پانچ مرحلے ذکر کیے ہیں، جن میں سے ہر تعلق کی نوعیت دوسرے سے مختلف ہے، ہم ذیل میں اس کی وضاحت بقدرِ ضرورت عرض کرتے ہیں۔

(1)...... رحمِ مادر کے اندر ولادت سے پہلے جب جنین میں روح پھونکی جاتی ہے، تو یہ بدنِ انسان کے ساتھ روح کے تعلق کا پہلا مرحلہ ہے۔

(2)...... ولادت کے بعد دنیاوی زندگی بھر حالتِ بیداری میں روح کا بدن سے تعلق، جس میں انسان حیاتِ دنیاوی کے تمام مراحل و منازل سیر کرتا ہے۔

(3)...... نیند کی حالت میں روح کا بدن سے تعلق کہ اس میں ایک حد تک تعلق ہوتا ہے، اور ایک حد تک بے تعلقی، اس لیے نیند کو موت کی بہن کہا گیا ہے۔

(4)...... مرنے کے بعد آخرت سے پہلے برزخ میں روح کا بدن سے تعلق، خواہ یہ جسمِ عنصری باقی رکھ کر اس سے ایک خاص قسم کا تعلق روح کا ہو، اس جسم کی طرح کا کوئی جسمِ مثالی وجود میں لاکر اس سے روح کا تعلق جڑا ہو۔

(5)...... قیامت میں جب نئی زندگی شروع ہوگی، وہاں جسم اور روح، احساس و شعور، یہ آخری تعلق سب سے گہرا، مکمل اور مضبوط ہے۔

احساس و شعور و ادراکات جو روح کے ہیں، پوری طرح کھل جائیں گے، اور دنیا میں جسم کو صدمہ و حادثہ پہنچے، مثلاً جلنے، ڈوبنے، گرنے وغیرہ سے روح بدن سے پرواز کر جاتی ہے، آخرت میں روح بدن سے کسی طرح بھی الگ نہ ہوگی، موت کا قصہ وہاں ختم ہو جائے گا۔

مذکورہ سب سے پہلی قسم کے تعلق میں احساس، شعور، ادراک، عقل، فہم، سمجھ وغیرہ تمام صلاحیتیں روح کی ہیں۔

دوسری قسم کے متعلق میں بھی ابتداءً یہ قوتیں کمزور ہوتی ہیں، پھر جسم کے نشو و نما اور بڑھنے کے ساتھ ساتھ روح کی یہ تمام صلاحیتیں بھی بتدریج ابھرتی اور نمایاں ہوتی ہیں۔

تیسرا مرحلہ جو نیند کا ہے، یہ بعد کے دونوں مرحلوں اور اپنے سے پہلے کے دو مرحلوں کے درمیان ایک

www.idaraghufran.org

درمیانی حالت کا تعلق ہے، جس کے کچھ احوال پہلے مرحلوں سے نکلتے ہیں، مثلاً یہ کہ بدنِ انسانی نیند کی حالت میں بھی اپنی طبعی حالت پر رہتا ہے، نظامِ انہضام، نظامِ تنفس (سانس لینا) نظام دورانِ خون وغیرہ حسبِ سابق اپنا کام کررہے ہوتے ہیں، اور جسم کو جھنجوڑا جائے، یا اونچی آواز سے پکارا جائے، تو روح کو جو ایک درجہ میں جسم سے آزادی و بے تعلقی ہوگئی تھی، وہ حالت فوراً ختم ہوکر روح و بدن کا دوسرے مرحلے والا پورا تعلق بحال ہوجاتا ہے۔

لیکن نیند کی حالت میں روح بدن کی قید وحصار سے جو ایک حد تک آزاد ہوجاتی ہے، تو اس اعتبار سے یہ حالت موت کے بعد والی حالت کے مشابہ ہوجاتی ہے، جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے:

اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرىٰ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (سورۃ الزمر، رقم الآیۃ ۴۲)

ترجمہ: اللہ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کرلیتا ہے اور جو مرے نہیں انکی روحیں سوتے میں (قبض کرلیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کرچکتا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں (سورہ زمر)

چنانچہ روح کی اسی آزادی اور جسم کی قید سے ایک خاص حد تک خلاصی ہی کا نتیجہ ہے کہ روح کے علم و ادراک، اور رسائی و پرواز کی صلاحیتیں بیداری والی حالت کی نسبت دسیوں بیسیوں بلکہ سینکڑوں گنا مستزاد ہوجاتی ہیں کہ وہ دیر تک، دور تک آناً فاناً رسائی پانے، پہنچنے، ادراک کرنے کے قابل ہوجاتی ہے۔

چند ساعتوں کی نیند میں جبکہ جسم، فراش و بچھونے پر، بستر پر، آرام سے لیٹے ہوتے ہیں، تو اس جسم سے وابستہ روح، اس کی قید سے آزاد ہوکر، اس تھوڑے وقت، زمین وآسمان کے قلابے ملا آتی ہے، سات سمندر پار کے کسی ملک میں آناً فاناً پہنچ جاتی ہے (بغیر ٹکٹ، بغیر ویزے و پاسپورٹ کے) وہ پہاڑوں کی چوٹیاں، بیابانوں کی وسعتیں، دریاؤں کی پہنائیاں، سمندروں کی گہرائیاں، فضا وخلا کی وسعتیں عبور کرآتی ہے، درند، چرند، پرند، انسان، حیوان سے وہ میل ملاقات، آمنا سامنا، دو دو ہاتھ اور بہت کچھ کرآتی ہے۔

یہ کیا ہے کہ سونے والا اپنے آپ کو دیکھ رہا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی دشمن، کوئی درندہ لگا ہوا ہے، وہ اس سے

بھاگتا، بچتا، پسینے میں شرابور ہوتا ہے، ڈر و خوف نے اسے گھیرا ہوا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ آگ میں جل رہا ہے، یا پانی میں ڈوب یا تیر رہا ہے، غرضیکہ بڑے بڑے واقعات وحوادث سے وہ گزر جاتا ہے، دور دور کے فاصلے وہ طے کر آتا ہے، لیکن اس کا بدن اسی چارپائی پر بے سُدھ پڑا ہوا ہے، اس کے سرہانے بیٹھے شخص کو پتہ بھی نہیں چل رہا ہوتا کہ میرے پاس سویا ہوا شخص کتنے بڑے بڑے حوادث و مراحل سے گزر رہا ہے، علمائے متکلمین نے قبر کے عذاب وثواب ومراحل کو بھی نیند کی اس مثال سے سمجھایا ہے کہ میت پر جو کچھ گزر رہی ہوتی ہے، زندہ لوگوں کو اس کا کچھ احساس نہیں ہوتا، باوجود میت کے قریب ہونے کے، جس طرح بیدار شخص کو سونے والے کے احوال کا کچھ احساس نہیں ہوتا، اس لیے ملحدین کا یہ اشکال واعتراض بے بنیاد ہے کہ عذابِ قبر یا ثوابِ قبر اگر ہوتا ہے، تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتا۔

چھوٹی سی قبر میں کیسے میت پر یہ سب کچھ گزر سکتا ہے، نیند کی حالت میں ایسا لگتا ہے کہ زمان و مکان (Space and Time) کے دنیاوی پیمانے بدل جاتے ہیں، روح وقت اور جگہ (مکان) کی قید سے کافی آزاد ہو جاتی ہے، یہ ایک نمونہ ہے، برزخ اور آخرت میں زمان ومکان کے پیمانوں وپیمائشوں کا، دنیا کے پیمانوں وپیمائشوں سے بالکل مختلف ہونے کا، جیسا کہ ان آیات میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

(1)...... يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ (سورة الحج، رقم الآية ۴۷)

ترجمہ: بیشک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کے رو سے ہزار برس کے برابر ہے (سورہ حج)

(2)...... تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (سورة المعارج، رقم الآية ۴)

ترجمہ: جس کی طرف روح (الامین) اور فرشتے چڑھتے ہیں، (وہ عذاب) ایک ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے (سورہ معارج)

(3)...... يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ (سورة السجدة، رقم الآية ۵)

ترجمہ: وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظام کرتا ہے، ہر امر اس کے حضور میں ایک ایسے دن میں پہنچ جائے گا جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی (سورہ سجدہ)

مقالات و مضامین　مفتی محمد امجد حسین

پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (قسط 2)

باآلِ عمر کینہ قدیم است عجم را

مملکت سعودیہ کے ساتھ ایران اور ایران کے زیر اثر پورے شیعہ بلاک کی پرانی مخاصمت چلی آ رہی ہے۔ اس مذہبی مخاصمت کو عالمی سامراج سیاسی انتشار اور عالم اسلام کی تقسیم و تفریق کے لیے استعمال کرتا رہا ہے، جیسا کہ 80ء کی دہائی میں عراق ایران جنگ سے واضح ہے اور آج بھی جو کچھ نقشہ یمن سے حلب تک اس حوالے سے بنا ہوا ہے کہ پورے خلیج اور خطے کے دیگر ممالک کو شیعہ سنی کیمپوں میں تقسیم ہیں، اور عالمی سامراج کے ہاتھوں یہاں خانہ جنگی کا عفریت ننگا ہو کر ناچ رہا ہے، امریکہ اور روس وغیرہ ہیں کہ اس جنگ کے شعلوں کو برابر بھڑکا رہے ہیں، ذرا مدہم نہیں ہونے دے رہے۔

خوگر حمد سے ذرا گلہ بھی سن لے

لیکن ہم برصغیر پاک و ہند، بنگلہ دیش، افغانستان اور وسطی ایشیاء کے حنفی اھل سنت مسلمانوں کو جو امت مسلمہ کا بہت بڑا سواد اور غالب اکثریت ہے، یہ آل سعود سے یہ برادرانہ شکوہ ہے کہ انہوں نے اپنی سلفی فکر وسوچ میں تشدد اور جارحیت کو پروان چڑھایا ہے۔ برصغیر میں اس کی ایک بڑی مثال بلکہ ثبوت، یہاں کے غیر مقلد اھل حدیثوں کا کردار ہے، ﴿ ☆ 22 ﴾ کہ سعودی ریالوں کے بل بوتے پر یہاں کی مسجدوں اور دینی مراکز میں بلکہ عام معاشرے میں بھی موقع بہ موقع یہ غیر مقلد اپنی نام نہاد سلفی فکر وسوچ، عام سادہ لوح مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسلام کے نام پر تفرقہ بازی، مذہبی انتشار کو اپنے تعصب، تشدد، کم ظرفی، تنگ دلی و حماقت اور سفاہت سے ائمہ وفقہائے دین اور سلف صالحین کے متعلق بد زبانی و بدگمانی کر کے خوب ہوا دیتے رہے ہیں۔

برصغیر کے ان غیر مقلد حضرات میں منصف مزاج اور سنجیدہ و معتدل لوگ بھی ہیں، لیکن اس طبقے کے "سفھاء الاحلام اور احدث الاسنان"، ﴿ ☆ 23 ﴾ جو قرون اولیٰ کے خارجیوں کی طرح ہر جگہ ٹانگ اڑاتے پھرتے اور اپنا لچ تلتے رہتے ہیں، غیر مقلدین کی طرف سے اپنے ان بے مہار شتروں کو لگام پہنانے کی ضرورت ہے۔ ان کے سنجیدہ و ذمہ دار حلقوں کو بھی اور مملکت سعودیہ کو بھی یہ سامنے رکھنے

www.idaraghufran.org

کی ضرورت ہے کہ عالم کفر کے ساتھ، یہود و نصاریٰ کے ساتھ اسلام کی عموماً، اور سعودیہ کی خصوصاً مخاصمت ہے۔ فلسطین، قبرص، لبنان، شام، لیبیا وغیرہ، سب خطوں میں جو کھیل عالم کفر مسلمانوں کے ساتھ، عربوں کے ساتھ کھیل چکا ہے، جو ہاتھ کر چکا ہے، ﴿ ☆ 24 ﴾ اور جو کچھ کر رہا ہے، پھر شیعہ سنی پرانے مذہبی تنازعات سے فائدہ اٹھا کر عالمی سامراج محض اپنی سیاسی پالیسیوں کی تکمیل کے لیے آج خلیجی ممالک اور ایرانی بلاک کو باہم صف آرا کر چکا ہے۔ مصنوعی خانہ جنگیاں اور جنگیں مسلط کرا کر متمول خلیجی ممالک کی تجوریاں کھنگال رہا ہے اور ان کے خزانوں میں جھاڑو پھیر رہا ہے اور جو خون خرابہ بے گناہ عوام اور عام مسلمانوں کا ہو رہا ہے اس کے بعد اس کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ مملکت سعودیہ اپنی متشددانہ سلفیت کو عالم اسلام میں برآمد کرنے کے خواب دیکھے اور غیر مقلدین جیسے نادان دوستوں کے ہاتھوں اپنے خیر خواہ سنی مسلمانوں کی ہمدردیوں اور یگانگت سے محروم ہو۔

جنگ عظیم اول کے بعد ۱۹۲۰ء کے عشرے میں جب سلطنت آل سعود کا قیام عمل میں آیا اور آل سعود کے دست راست اور ان کے مذہبی طبقہ آل شیخ کے علماء، جو محکمہ قضاء و فتویٰ اور تمام شرعی امور کے مسئول و ذمہ دار بنے، ﴿ ☆ 25 ﴾ انہوں نے تیرہ سو (۱۳۰۰) سالہ تاریخی آثار، جو حجاز کے چپے چپے پر پھیلے ہوئے تھے، حدود حرم میں جا بجا قائم تھے اور پورے جزیرہ نمائے عرب و خلیج میں موجود تھے، کیونکہ قرون اولیٰ کے عرب، صحابہ و تابعین، عمر فاروق، خالد بن ولید، سعد بن وقاص اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے غزاۃ و مجاہدین اسی خطے سے اٹھے، یہاں پھلے پھولے، پھر یہیں سے ساری دنیا میں پھیلے اور فاتح عالم ٹھہرے۔

تھا یہاں ہنگامہ ان صحرا نشینوں کا کبھی بحر بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا کبھی
زلزلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے
اک جہان تازہ کا پیغام تھا جن کا ظہور کھا گئی عصر کہن کو جن کی تیغ ناصبور

عہد بعہد بارہ تیرہ سو سالوں میں یہاں کتنے تاریخی، تمدنی و جغرافیائی آثار جمع و فراہم ہو چکے ہوں گے؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں لیکن یہ آل سعود کے سلفی علماء کو یہ سب کچھ بدعات و خرافات ہی نظر آئے۔ اور پھر بدعت کا توڑ، یار لوگوں نے شدت و عصبیت سے کیا۔ سب کچھ ہی تو بدعت نہیں تھا یہ تو صرف سلفیوں کا موقف ہے اور جو بدعت بھی تھا تو بدعت کا مقابلہ شدت سے کرنا کون سا انصاف تھا؟ بدعت غلط تو شدت بھی اتنی ہی غلط ہے۔

نہ بڑھاپا کی داماں کی حکایت اتنی دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

یاد پڑتا ہے کہ ۱۹۲۶ء میں سلطان عبدالعزیز، بانی سلطنت آل سعود نے جو عالم اسلامی کے علماء کی موتمر حج کے موقع پر مقابر وآثار کے انہدام کے مسئلہ پر مکہ معظّمہ میں بلائی تھی ﴿ ☆ 26 ﴾ اس میں دیوبند سے شبیر احمد عثمانیؒ نے مقابر وآثار گرانے پر عالم اسلام میں جو غم وغصہ اور بے چینی تھی اس کو بخاری و مسلم کی اس صحیح حدیث سے استدلال کرتے ہوئے خلاف مصلحت ہونے کے ساتھ خلاف سنت وشریعت بھی ثابت کیا تھا، کہ جس میں نبی نے بیت اللہ کو ابراہیمی بنیادوں پر تعمیر کرنے اور حطیم کو بیت اللہ میں شامل کرنے کا عزم وارادہ صرف اس لیے ملتوی کر دیا تھا کہ اس سے کتنے ہی اسلام میں قریب العہد لوگ فتنے میں مبتلا ہونگے، بخاری کے الفاظ میں: ۱؎

یار لوگوں نے تو چاند کو جالیا

مزے کی بات ہے کہ انیسویں اور بیسویں صدی میں مغرب و یورپ نے اپنی رومن و مسیحی تاریخ کی وہ کڑیاں، جو کتب تاریخ میں ان کو نہ مل سکیں، اساطیری افسانوں وروایات میں جن کی کڑیاں خلط ملط ہو گئیں ان کو ڈھونڈنے اور کھوجنے کے لیے صحراو بیابانوں کے چپے چپے ادھیڑ ڈالے، پرانے کھنڈرات برآمد کر کے مسیح و مریم اور یوحنا وحوارین کی اور رومن سلطنت کی عظمت وسطوت کی وہ تاریخ مرتب کرنے لگے، ﴿ ☆ 27 ﴾ خود برصغیر میں ٹیکسلا، ہڑپا، موہنجوداڑو اور بنگال و بہار وغیرہ میں انہوں نے کھدائیاں کر کے یہاں کی قدیم تاریخ کے بارے میں نئے نئے حقائق وانکشافات دنیا کے سامنے اور

۱؎ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الجَدْرِ أَمِنَ البَیْتِ ھُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: فَمَا لَھُمْ لَمْ یُدْخِلُوہُ فِی البَیْتِ؟ قَالَ: إِنَّ قَوْمَکِ قَصَّرَتْ بِھِمُ النَّفَقَۃُ قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِہِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: فَعَلَ ذَلِکَ قَوْمُکِ، لِیُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَیَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا، وَلَوْلاَ أَنَّ قَوْمَکِ حَدِیثٌ عَھْدُھُمْ بِالْجَاھِلِیَّۃِ، فَأَخَافُ أَنْ تُنْکِرَ قُلُوبُھُمْ، أَنْ أُدْخِلَ الجَدْرَ فِی البَیْتِ، وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَہُ بِالأَرْضِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۵۸۴)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سے حطیم کے متعلق سوال کیا کہ کیا وہ بھی بیت اللہ میں داخل ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے عرض کیا کہ پھر کیوں اس کو بیتُ اللہ میں داخل نہیں کیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا، میں نے عرض کیا کہ پھر اس کا دروازہ کیوں اونچا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری قوم نے اس لئے ایسا کیا کہ جس کو چاہیں اندر آنے دیں، اور جس کو چاہیں روک دیں، اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا، اور مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ ان کے دل اس کو ناپسند سمجھیں گے، تو میں حطیم کو بیتُ اللہ میں داخل کر دیتا، اور اس کے دروازے کو زمین سے ملا دیتا (بخاری)

www.idaraghufran.org

تاریخ کی روشنی میں لائے، لیکن ہمارے سلفی نجدی بھائیوں پر تو یہ بھوت سوار تھا کہ ہماری شاندار ماضی کی جوسنہری تاریخ گم نہیں بلکہ پورے ہیبت وجلال اور وقار کے ساتھ تاریخ کی کتابوں اور لائبریریوں کے علاوہ نجد وحجاز اور تہامہ کی آبادیوں اور ویرانوں میں بھی پورے سروقد کے ساتھ کھڑی تھی، اس کو بلڈوز کیے بغیر توحید وشریعت کے تقاضے پورے ہی نہیں ہونے کے۔ ع باایں عقل ودانش بباید گریست

یہی شیخ حرم ہے، جو بیچ کھاتا ہے

آج عین حرم کے درودیوار اور گنبد و مینار کے سامنے فلک بوس ٹاور وہلٹن، پلازے اور ہوٹل پوری سربلندی کے ساتھ کھڑے ہیں۔ مختلف شہروں میں شاہی محلات اور دیگر عمارات جو اپنے طول وعرض دونوں میں اقبال کے اس شعر کا گویا مصداق ہیں۔

رعنائی تعمیر میں، رونق میں، صفا میں گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بینکوں کی عمارات

تو کیا بخاری ومسلم وغیرہ احادیث کی کتب صحاح سے جہاں سے بقیع غرقد اور جنت المعلّٰی میں صحابہ وتابعین، سلف الصالحین اور ائمہ دین کے مقبروں کو بلڈوز کرنا استنباط کیا جاتا ہے۔ ان بلڈنگوں اور عمارتوں پر کوئی روشنی نہیں پڑتی، کوئی نص یہاں لاگو نہیں ہوتی، نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور صحابہ وتابعین کی حدود حرمین، ارض نجد وحجاز میں کتنی بلڈنگیں اور محلات تھے؟ ان کے پانچ سات فٹ اونچے مقبرے تمہیں ہضم نہ ہوئے اور اپنے لیے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو بھی نیچا دکھانے والے فلک بوس ٹاور تم نے کھڑے کردیئے۔ ع ببیں از تفاوت راہ از کجا تا بکجا

یہی شیخ حرم ہے جو بیچ کھاتا ہے، کلیم بوزر، چادر زہرا، فقرِ سلمانی، شریعت کے احکام معاشرہ وریاست کے لیے آتے ہیں یا مقابر وآثار کے لئے؟ شیخ سعدی نے کہا تھا ع

چند ناعاقبت اندیشاں مردانند کہ سگاں را کشادند کتنا دند وسنگاں را بنند

کہ کیا نامعقول لوگ ہیں پتھروں کو باندھ رکھا ہے اور کتوں کو کھلا چھوڑ رکھا ہے۔ [1]

قرن اول کو ذرا آواز دینا

شارع علیہ السلام کی معاشرت اور اسوہ جو کتب احادیث وسیر سے سامنے آتا ہے، وہ تو بقول ماہر القادری

---

[1] سنت وبدعت کے احکام تو اپنی زندگیوں پر لوگو کرنے چاہئیں نہ کہ فوت شدگان اور ان کے آثار پر۔
گلستان سعدی میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے کہ ایک اجنبی جب ایک بستی میں پہنچا تو کتے اس کے پیچھے لگ گئے اس نے پتھر اٹھا کر کتے کو بھگانا چاہا تو وہ پتھر کچھ زمین میں گڑھا ہوا تھا نہ نکل سکا، اس پر اس خوش طبع شخص نے یہ کہا کہ ان لوگوں نے سگ یعنی کتے تو کھلے چھوڑ رکھے ہیں جن کو باندھنا چاہئے تھا اور سنگ یعنی پتھر باندھ رکھے ہیں جو عام طور پر راستوں میں کھلے پڑے ہوتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

مرحوم کچھ یوں تھا۔

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا　　سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر فضا جس نے زمانے کی بدل ڈالی　　سلام اس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی

سلام اس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو　　سلام اس پر کہ ساکن کردیا طوفان کی موجوں کو

خیبر وطائف اور مکہ کی فتح مندیوں کے بعد اموال وخزائن، دراہم ودنانیر، نبی کے قدموں میں ڈھیر تھے، تب بھی آپ ﷺ کی معیشت اور گزران درویشانہ وزاہدانہ ہی رہی، ایک درہم آپ ﷺ کے پاس جمع رہے اور اس حالت میں رات آپ ﷺ پر گزرے، یہ آپ ﷺ کو گوارہ نہ تھا، یہ سب سنت ہی تو ہے۔ اس سنت کے ساتھ ان خزانوں کا کیا جوڑ ہے جو آل سعود کے شہزادوں اور شہزادیوں کے مغربی بینکوں میں تیل کی پیداوار کے جمع ہیں، جس طرح ہمارے شہزادوں اور شہزادیوں کی بلیک منی سویٹزرلیند کے قارونی خزانے میں جمع ہے، ﴿ ☆ 28 ﴾ جس سے مغرب کی معیشت رواں دواں ہے اور جو لائف سٹائل شاہی خاندان اور وہاں کے متمول لوگوں کا ہے، اس لائف سٹائل پر قرآن وسنت کے احکام کی پرچھائیں کیوں نہیں پڑ رہیں؟ جو مقابر وآثار اور متبرک مقامات پر لاگو ہوتی ہیں؟

اے زمین کے باسیو! حدوں میں رہو۔

کہہ یہ رہا تھا کہ تاریخ اپنے آپ کو دھراتی ہے اور ایکشن کا ری ایکشن ہوتا ہے، کیا کل کلاں کسی وقت اگر آل سعود کی سلطنت نہیں رہتی کہ بقا ایک اللہ کی سلطنت کو ہے،

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے　　حکمراں ہے فقط وہی باقی بتانِ آزری

صدی ڈیڑھ صدی بہت سی سلطنتوں کی اوسط عمر رہی ہے، تو پھر کوئی ایسی سلطنت اگر قائم ہو جائے جو آل سعود کے ردعمل میں ان مقابر وآثار کو پہلے سے دوگنا چوگنا کر کے دوبارہ بسائے اور جو جو شدتیں، عقائد و عبادات (باقی ان کے معاملات، اقتصادیات اور معاشرت کا تو اللہ ہی حافظ ہے) کے باب میں آج آل سعود برت رہے ہیں ان میں اینٹ کا جواب پتھر سے دے، یعنی قرض بمعہ سود کے وصول کرے تو اس ردعمل کا کریڈٹ کس کے گلے ہوگا؟

اے زمین کے باسیو! حدوں میں رہو　　کوئی اور بھی رہتا ہے آسمانوں سے پرے

توحید وسنت کے عنوان سے حافظ ابن تیمیہ اور آل سعود کے جد امجد شیخ ابن عبدالوہابؒ کے مخصوص، منفردانہ و

www.idaraghufran.org

متشددانہ زاویہء نظر﴿ ☆ 29 ﴾کی اتباع میں عامۃ المسلین کو، پوری دنیا میں پھیلی امت اسلامیہ کو مختلف شعوب و جماعتوں اور طبقات کو، خود اہل سنت کے ذیلی و داخلی مسالک و مذاہب فقہ اور مکاتب فکر کو (جن کے لیے ظاہر ہے کہ اہل نجد کے مذکورہ دو امام جن کی وہ پیروی میں یہ سب کچھ کرتے ہیں، حجت اور اتھارٹی نہیں) یہ لوگ اپنے طریقے کا پابند کرنا چاہتے ہیں۔تو دیکھنا چاہئیے کہ کیا توحید وسنت کی تعلیمات اور مذکورہ دونوں ان کے ائمہ کی تشریحات صرف مشاعر مقدسہ سے متعلقہ مناسک اور کچھ عبادات کے گرد ہی گھومتی ہیں۔ریاستی نظام اور خارجہ پالیسی میں طاغوتی و شیطانی طاقتیں ، جو اللہ اور رسول کے سب سے بڑے باغی ہیں اور اللہ کی حاکمیت وخدائی کے بجائے اپنی خدائی کا ڈنکا زمین پر بجوانا چاہتی ہیں، اور انسانوں سے اپنا کلمہ پڑھوانا، اپنی غلامی کا دم بھروانا اور اپنی عبادت کروانا چاہتی ہیں۔جس کو وہ آج مین اسٹریم، عالمی برادری، لبرل، سیکولر، متجدد وروشن خیال، لائف سٹائل وغیرہ خوشنما لیبل اور غلافوں میں سجا کر ساری انسانیت پر مسلط کیے ہوئے ہیں، خارجہ پالیسی اور بین الاقوامی تعلقات میں کس طرح بار بار عالم اسلام کے دیگر بیشتر ملکوں کی طرح یہ آلِ سعود بھی مغرب کے آئیڈیا، عالمی سامراج کی ڈکٹیشن اور پالیسیوں کے آگے جھکنے اور اس پر سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں، کیا یہ ایک طرح کا سیاسی شرک اور توحید سے متصادم رویہ نہیں؟ او آئی سی (OIC) جو عالم اسلام کا عالمی سیاسی فورم ہے خلیجی ریاستوں کا، سعودیہ کا جس میں نمایاں حصہ وکردار ہے وہ امت کو درپیش ہر خطرے اور ہر نازک موڑ پر کیا کوئی قائدانہ کردار ادا کرسکا ہے؟ ایک ظریف نے کہا تھا او آئی سی (OIC) اصل میں اوہ آئی سی (ہائے مجھے افسوس) ہے۔افغانستان، عراق، لیبیا، شام، مصر، برما، کشمیر، قبرص، مشرقی تیمور، سوڈان کی تقسیم، چیچنیا، سنکیانگ کے مسائل وتنازعات میں مسلمانوں پر کیا کچھ نہیں بیتی؟ ان سب مواقع پر کیا او آئی سی (OIC) خواب خرگوش کے مزے نہیں لیتا رہا؟ توحید کے مقتضیات، "ان الحکم الا للہ" ، "ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدو اللہ واجتنبیوا الطاغوت" کی آیات بینات جس کو سلفی بڑے دھڑلے سے مزارات و مقابر اور آثار سلف صالحین کے متعلق غالی معتقدین کی معتقدانہ سرگرمیوں پر فٹ کرتے ہیں۔کیا عالمی طاغوت کے مقابلے میں ڈٹ جانے، ایک اللہ سے ڈرنے اور امت کی حمیت اسلامی، غیرت وخودداری کا مظاہرہ کرنے کے متعلق یہ آیات کچھ نہیں کہتیں؟ اقبالؒ نے شائد اسی تناظر میں کہا تھا ؎

زندہ قوت تھی جہاں میں یہ توحید کبھی　　　آج کیا ہے فقط ایک مسئلہ علم کلام

(جاری ہے)

www.idaraghufran.org

بسلسلہ : تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاولیٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۰۱ھ : میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبد الرحمٰن بن احمد شہرزوری صوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۵۸)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۰۲ھ : میں حضرت اُمِ محمد خدیجہ بنت ابی بکر عبدالرحمٰن بن محمد بن ابراہیم مقدسیۃ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۲۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۰۴ھ : میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبدالمنعم بن احمد معمر قزوینی طاوسی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۷۳)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۰۶ھ : میں حضرت ابوالربیع سلمان بن ابی الحسن بن علی بن حسین دولعی شاہد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۶۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۰۷ھ : میں حضرت اُمِ بنات السیف اسماء بنت ابی بکر بن احمد بن عمر مقدسیۃ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۱۸۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۰۸ھ : میں حضرت ابومحمد عبدالغفار بن عبداللہ بن محمد بن ابی الغنائم بن عبد القاہر بن محمد بن ثابت بن ماہان بن بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۴۰۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۱۰ھ : میں حضرت ابواحمد محمد بن احمد بن تبع بعلبکی قصیر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۱۴۱)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۱۱ھ : میں حضرت ابوالمعالی محمد بن علی بن محمد بن علی بن دمشقی شروطی کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۴۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۱۳ھ : میں حضرت ابوالفضل منیف بن سلیمان بن کامل سلمی زرعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۳۴۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۱۶ھ : میں حضرت عبدالقادر بن یوسف بن مظفر بن صدقہ دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۴۰۸)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۱۷ھ: میں حضرت ابوالقاسم بن محمد بن خالد حرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۴۲۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۱۹ھ: میں حضرت ابومحمد زین الدین عبدالرحیم بن علی بن عبدالرحیم بغدادی مقری ناصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۹۰)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۲۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد بن احمد بن علی بن احمد بن فضل بن واسطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۶۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۲۳ھ: میں حضرت خدیجہ بنتِ حازم بن عبدالغنی بن حازم مقدسیۃ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۲۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۲۵ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن الرضی عبدالرحمٰن بن محمد مقدسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۴۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۲۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ عبداللہ بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ حرانی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۲۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۲۸ھ: میں حضرت عبداللہ بن احمد بن عبدالرحمٰن بن حسن مقدسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۱۸)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۲۹ھ: میں حضرت ابواسحاق براہیم بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن سباع بن ضیاء فزاری دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۱۳۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۳۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعہ بن علی بن جماعہ بن حازم بن صخر قاضی القضاۃ شیخ الإسلام بدرالدین کنانی حموی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۳۰)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۳۷ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن معالی بن خضر بن ابی الفرج بن حیاۃ تنوخی معری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۵۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۴۰ھ: میں حضرت زینب بنتِ کمال احمد بن عبدالرحیم بن عبدالواحد بن احمد مقدسیۃ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۴۸)

علم کے مینار — امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:18) — مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عقل ودانائی میں ابوحنیفہ کا مقام (حصہ اوّل)

عقل ودانائی، فہم فراست اور معاملہ فہمی

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فہم وفراست، ذہانت وفطانت، معاملہ فہمی، حدتِ عقل، ثقہ، متانت وباوقاری جیسی صفات میں اپنے معاصرین سے آگے تھے، معاملہ فہمی، فراستِ مومن کا ایک بڑا حصہ آپ کو قدرت کی طرف سے عطا ہوا تھا۔

چنانچہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

وكان من أذكياء بني آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء، وكان لا يقبل جوائز الدولة بل ينفق ويؤثر من كسبه، له دار كبيرة لعمل الخز، وعنده صُناع وأجراءُ (العبر في خبر من غبر للذهبي، ج ا، ص ١٦٤)

ترجمہ: ابوحنیفہ بنی آدم میں سے ذہین ترین انسان تھے، انہوں نے اپنی ذات میں فقہ، عبادت، تقویٰ اور سخاوت کو جمع کر رکھا تھا، آپ حکومتی انعام وعطیے قبول نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ اپنی کمائی سے خرچ کرنے کو ترجیح دیا کرتے تھے، اوران کے ہاں ریشم کا بہت بڑا کارخانہ تھا، جس میں آپ کے بہت سے کاریگر اور مزدور کام کیا کرتے تھے۔

آپ کے ذہین وفطین ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ وتقویٰ، عبادت وریاضت اور سخاوت میں اپنی مثال آپ ہونے کو، آپ کے اساتذہ اور ہم عصر بزرگ یوں تعبیر فرمایا کرتے تھے:

”إِن هَذَا الخزاز حسن الْمعرفَة“

بے شک یہ ریشم فروش (فقہ وتقویٰ) میں اچھی معرفت رکھتا ہے۔

خطیب بغدادی نے محمد بن عبداللہ انصاری سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

آپ کی گفتگو کے انداز، عمل اور چال ڈھال سے آپ کی فہم وفراست اور آپ کے ذہین وفہیم ہونے کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔

www.idaraghufran.org

علی بن عاصم کا قول ہے کہ اگر آپ کی عقل و معاملہ فہمی کا موازنہ روئے زمین والوں سے کیا جائے، تو آپ کی عقل، معاملہ فہمی اور فراستِ مومن کا پلڑا بھاری رہے گا۔ [1]

چند مثالیں

آپ کی معاملہ فہمی، عقل وفہم اور حاضر دماغی کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(1)...... کوفہ میں ایک شخص نعوذ باللہ صحابیِ رسول حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا، اور بعض دفعہ یہودی وعیسائی تک کہنے سے گریز نہیں کرتا تھا، لوگ اس شخص کی وجہ سے پریشان تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ اس شخص کے پاس تشریف لے گئے، اور کہا کہ میں تمہاری بیٹی کے لیے شادی کا پیغام لے کر آیا ہوں، لڑکا نہایت شریف ہے، مالدار، حافظِ قرآن، سخی، عبادت گزار، خوفِ خدا رکھنے والا، نماز وروزہ کا سخت پابند ہے، اس نے کہا کہ میں تو اس سے بھی کم حیثیت والے رشتہ پر راضی تھا، یہ رشتہ تو لاکھوں میں ایک ہے، آپ نے کہا کہ مگر ایک بات یہ ہے کہ وہ لڑکا یہودی ہے، یہ سن کر اس شخص نے غصہ اور شدت سے کہا کہ آپ میری شادی ایک یہودی سے کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ تمہارے خیال کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کی شادی کسی ایسے شخص سے ہی کی تھی؟ یہ سنتے ہی اس شخص نے "استغفر الله" کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں، اور اب آئندہ ایسی بات کبھی نہیں کہوں گا۔

اس طرح یہ شخص آپ کی عقل وفراست اور حاضر دماغی کے ذریعہ راہِ راست پر آ گیا۔ [2]

(2)...... خلیفہ ابو جعفر منصور ایک مرتبہ حج کے لیے گئے، انہوں نے دیکھا کہ حجاج کی کثرت کی وجہ سے مسجدِ حرام تنگ پڑھ رہی ہے، کیوں نہ اس کی توسیع کی جائے، چنانچہ خلیفہ نے آس پاس کے مکانوں کو مسجد

---

[1] وقال النخعي حدثنا أبو قلابة قال: سمعت محمد بن عبد الله الأنصاری قال: كان أبو حنيفة ليتبين عقله في منطقه ومشيته ومدخله ومخرجه (تاریخِ بغداد لابی بکر خطیب بغدادی، ج٦، ص ١١٣، باب النون، ذكر من اسمه النعمان)

محمد بن شجاع قال سمعت على بن عاصم يقول لو وزن عقل أبى حنيفة بنصف عقل أهل الأرض لرجح بهم وما كان عنده أكبر من أبى حنيفة (اخبار ابى حنيفة و اصحابه، لابى عبدالله الصيمرى، ص ٤٢)

[2] محمد بن عبد الرحمن قال: كان رجل بالكوفة يقول عثمان بن عفان كان يهوديا فأتاه أبو حنيفة فقال: أتيتك خاطبا قال: لمن؟ قال: لابنتك رجل شريف غنى بالمال حافظ لكتاب الله سخى يقوم الليل فى ركعة كثير البكاء من خوف الله قال: فى دون هذا مقنع يا أبا حنيفة قال: إلا أن فيه خصلة قال: وما هى؟ قال: يهوديا قال: سبحان الله تأمرنى أن أزوج ابنتى من يهودى قال: لا تفعل قال: لا قال: فالنبى صلى الله عليه وسلم زوج ابنتيه من يهودى قال: استغفر الله أنى تائب إلى الله عز وجل (تاریخِ بغداد لابی بکر خطیب بغدادی، ج٦، ص ١١٣، باب النون، ذكر من اسمه النعمان)

www.idaraghufran.org

میں ملانے کے لیے ان کے مالکوں کو خطیر رقم پیش کی، مگر یہ سب لوگ جوارِ حرم چھوڑنے پر کسی طرح راضی نہ ہوئے، یہ سن کر ابوجعفر بہت پریشان ہوئے، زبردستی کر کے مکانات غصب بھی نہیں کر سکتے تھے، اس سال امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے، مگر لوگوں کو آپ کی آمد کی خبر نہیں دی، اور نہ ہی ابھی آپ فقیہ و مفتی کی حیثیت سے لوگوں میں مشہور و متعارف تھے، جب آپ کو اس بات کی خبر ہوئی، تو آپ خود ابوجعفر کے پاس گئے، اور کہا کہ یہ معاملہ بہت آسان ہے، امیر المومنین! آپ لوگوں کو بلا کر پوچھیے کہ کعبہ تمہارے جوار و پڑوس میں نازل ہوا ہے، یا تم لوگ کعبہ کے جوار و پڑوس میں آ کر آباد ہوئے ہو، اگر وہ جواب دیں کہ کعبہ ہمارے جوار میں اترا ہے، تو یہ جھوٹ ہے، اگر وہ یہ جواب دیں گے کہ ہم کعبہ کے جوار میں اترے ہیں، تو ان سے کہا جائے گا کہ اب اس کے زائرین وحجاج زیادہ ہوگئے ہیں، اور مہمانوں کے لیے اس کا صحن چھوٹا پڑ گیا ہے، وہ اپنے سامنے کے میدان کا زیادہ حقدار ہے، اس لیے اس کی زمین خالی کرو۔

اس رائے کے مطابق ابوجعفر نے لوگوں کو طلب کر کے یہ بات کہی، اوران کے ہاشمی نمائندوں نے اقرار کیا کہ ہم کعبہ کے جوار میں اترے ہیں، اس کے بعد سب لوگ اپنے مکانات فروخت کرنے پر راضی ہو گئے، اوراس طرح حرم کی توسیع کا کام شروع ہوا۔ ل

(3)...... عبداللہ بن مبارک نے ایک مرتبہ آپ سے ایک مسئلہ کے بارے میں پوچھا کہ دیگ میں گوشت پکایا جا رہا تھا، اسی حال میں اس میں ایک پرندہ گر کر مر گیا، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ آپ لوگوں کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

ل سمعت بعض مشايخ القيروان يقول حج المنصور فرأى صغر المسجد الحرام وشعثه وقلة معرفتهم بحرمته ورأى الأعرابي يطوف بالبيت على بعيره وبجاويه فسائه ذلك وعزم على شراء ما حوله من الدور وزيادتها فيه وتفخيمه وتجصيصه فجمع أصحابها ورغبهم في الأموال الجمة فتأبوا عن بيعها وضنوا بجوار بيت الله الحرام فاهتم لذلك ولم يجز أن يغصبها عليهم ولم يظهر للناس ثلاثة أيام وتحدث الناس بذلك وأبو حنيفة في تلك السنة حاج ليس له بعد ذكر ولا ظهر الناس على فقهه وصائب رأيه قال فقصد خيامه وكانت بالأبطح فسأل عن أمير المؤمنين وما الذي غيب شخصه فذكر القصة فقال هذا باب هين لو قد لقيته عرضته عليه فأنهى ذلك إليه فأمر بإحضاره فلما سأله عن ذلك قال أبو حنيفة يحضرهم أمير المؤمنين ويسألهم أهذه الكعبة نزلت عليكم أم أنتم نزلتم عليها فإن قالوا نزلت علينا كذبوا لأن منها دحيت الأرض وإن قالوا نحن نزلنا عليها فجوابهم أنه قد كثر زوارها وضاقت ساحتها فهي أحق بفنائها ففرغوه لها فلما جمعهم وسألهم قال سفيرهم وكان رجلا هاشميا نحن نزلنا عليها قال ردوا فنائها فقد كثر زوارها واحتاجت إليه فبهتوا ورضوا بالبيع (أحسن التقاسيم في معرفة الأقاليم، لمحمد بن أحمد المقدسي، ص ١٠٠ و ١٠١)

www.idaraghufran.org

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کیا، جس کی رُو سے شوربہ گرادیا جائے گا، اور گوشت دھوکر کھایا جائے گا، یہ سن کر آپ نے کہا کہ میں بھی یہی کہتا ہوں، البتہ اس میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر پرندہ دیگ میں شوربہ کے جوش مارتے (یعنی پکاتے) وقت گرا ہے، تو شوربہ اور گوشت دونوں پھینک دیئے جائیں گے، اور اگر دیگ ٹھنڈی ہونے کے بعد گرا ہے، تو شوربہ گرایا جائے گا، اور گوشت صاف کرکے کھایا جائے گا، عبداللہ بن مبارک نے اس کی وجہ پوچھی، تو آپ نے فرمایا کہ دیگ کے جوش کے وقت پرندہ گر کر مسالہ کی طرح گوشت میں مل جائے گا، اوراس کے اثرات اندر سرایت کرجائیں گے، اور سکون کی میں حالت شوربہ ملوث ہوگا، گوشت کے اندر سرایت نہیں کرے گا، اس لیے صاف کرکے کھالیا جائے گا، یہ وجہ سن کر عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ”ما شاءاللہ یہ ایک زریں اور عمدہ قول ہے“۔ ؎۱

(4)......ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں نے اپنے گھر میں ایک قیمتی چیز دفن کی تھی، اب اس جگہ کا پتہ نہیں چل رہا، اور وہ چیز مل نہیں رہی، آپ نے کہا کہ جب آپ کو معلوم نہیں تو مجھے کیسے معلوم ہوگی، وہ شخص یہ سن کر رونے لگا، چنانچہ آپ اپنے شاگردوں کو لے کر اس شخص کے گھر گئے، اور پوچھا کہ تمہارا خاص کمرہ کہاں ہے کہ جس میں کپڑے اور دیگر قیمتی سامان رکھتے ہو، اس کے بتانے پر آپ شاگردوں کو اندر لے کر گئے، اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر تم لوگ اس کمرہ میں کوئی چیز دفن کرتے، تو کہاں کرتے؟ پانچ شاگردوں نے اپنی اپنی جگہوں کی نشاندہی کی، اور امام صاحب نے ان جگہوں کو کھودنے کا حکم دیا، اور اس طرح جب تیسری جگہ کی کھدائی کی گئی، تو وہ چیز وہیں مل گئی۔ ؎۲

؎۱ علی بن مسهر قال كنا عند أبى حنيفة رضى الله عنه فأتاه عبد الله بن المبارک فقال له ما تقول فى رجل كان يطبخ قدرا له فوقع فيها طائر فمات فقال أبو حنيفة لأصحابه ما ترون فيها فرووا له عن ابن عباس رضى الله عنهما أنه يهراق المرق ويغسل اللحم ويؤكل فقال أبو حنيفة هكذا نقول إلا ان فى ذلک شريطة إن كان وقع فى حال غليانها ألقى اللحم وأهريق المرق وإن كان وقع فيها فى حال سكونها غسل اللحم وأهريق المرق قال له ابن المبارک من أين قلت هذا فقال لأنه إذا وقع فيها فى حال غليانها فقد وصل من اللحم إلى حيث يصل منه الخل والتوابل وإذا وقع فيها فى حال سكونها فإنما لطخ اللحم ولم يداخله فقال ابن المبارک هذا رزين يعنى المذهب بالفارسية وعقد بيده ثلاثين (اخبار ابى حنيفة و اصحابه، لابى عبدالله الصيمرى، ص ۳۷)

؎۲ بشر بن الوليد قال ثنا ابو يوسف قال قال رجل لأبى حنيفة إنى قد دفنت شيئا ولا أدرى اين دفنته من البيت قال وأنا أحرى أن لا أدرى به قال فبكى الرجل فقال أبو حنيفة قوموا بنا فقام ومعه نفر من أصحابه فأتى بهم الرجل إلى منزله فقال أين يكون من الدار وأين موضع قماشک فأدخلهم إلى بيت فى الدار فقال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

(5)...... اسی طرح ایک اور شخص نے اپنے دفینہ (یعنی دفن شدہ خزانہ یا پھر کوئی قیمتی چیز) کے بارے میں آپ سے بات کی، آپ نے کہا، یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں جو میں تمہیں بتا دوں، جاؤ رات بھر نماز پڑھو، تمہارا دفینہ تمہیں مل جائے گا، اس شخص نے ایسا ہی کیا، ابھی رات کا کچھ حصہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ اس کو یاد آ گیا، اس شخص نے آپ سے ذکر کیا، تو آپ نے کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ شیطان تمہیں رات بھر نماز پڑھنے نہیں دے گا، افسوس! تم نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے رات بھر نماز نہیں پڑھی۔ [1]

(6)...... ایک دفعہ آپ حجام (نائی) سے بال بنوا رہے تھے، حجام سے کہا کہ سفید بالوں کو چن لینا، اس نے کہا کہ جو بال چنے جاتے ہیں، وہ اور زیادہ نکلتے ہیں، اس پر آپ نے کہا کہ اگر قاعدہ یہی ہے، تو ایسا کرو، سیاہ بالوں کو چن لو، تاکہ اور زیادہ نکلیں۔

قاضی شریک نے جب یہ حکایت سنی، تو کہنے لگے کہ "ابوحنیفہ نے یہاں بھی قیاس کیا"۔

اس کے علاوہ آپ کے متعلق اور بھی بہت سے واقعات و اقوال آپ کے تلامذہ، ائمہ اور دیگر بزرگ ہستیوں متقدمین اور متاخرین سے منقول ہیں، جو اس بات پر دال ہیں کہ قدرتِ خداوندی نے آپ کو بے پناہ علم، ذہانت اور فہم وفراست سے نوازا تھا، اور آپ فقہ اور مسائل کے استخراج و استنباط میں جیّد الدین، حاضر الفہم، نہایت ذہین اور فطین تھے، اور آپ تقویٰ باطنی وظاہری کے حامل تھے، مخلوقِ خدا نے جس طرح آپ کی زندگی میں آپ سے فیض حاصل کیا، اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا، اور آج بھی جاری ہے۔

(ماخوذ از ملخصاً: "اخبار ابی حنیفة و اصحابه" لابی عبدالله الصیمری، "تاریخِ بغداد" لابی بکر خطیب البغدادی، "سیرتِ ائمہ اربعہ"، از: مولانا قاضی اطہر مبارک پوری، "ابوحنیفہ"، از: شبلی نعمانی)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لأصحابه لو كان هذا البيت لكم ومعكم شيء تريدون ان تدفنوه كيف كنتم تصنعون فقال هذا كنت أدفنه ها هنا وقال الآخر موضعا آخر حتى قالوا خمسة أقاويل فحفر منها موضعين ووجده في الثالث وقال له اشكر الله الذى رده عليك (اخبار ابی حنیفة و اصحابه، لابی عبدالله الصیمری، ص ۳۹)

[1] عن حسن بن زياد قال دفن رجل ماله في موضع ثم نسى أى موضع دفنه فطلبه فلم يقع عليه فجاء إلى أبي حنيفة فشكا إليه فقال له أبو حنيفة ليس هذا بفقه فأحتال لک ولکن اذهب فصل الليلة إلى الغد فإنک ستذكر أى موضع دفنته فيه ففعل الرجل فلم يقم إلا أقل من ربع الليل حتى ذكر أى موضع فجاء إلى أبي حنيفة فأخبره فقال قد علمت ان الشيطان لا يدعک تصلى ليلتک حتى يذكرک ويحک فهلا أتممت ليلتک شكرا لله تعالى (اخبار ابی حنیفة و اصحابه، لابی عبدالله الصیمری، ص ۳۹)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط10) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی چند احادیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن صحابہ میں سے ہیں، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں میں حاضر رہنے کا اہتمام فرمایا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو امت تک پہنچایا، چنانچہ بعض موقعوں پر جب دوسرے صحابۂ کرام اپنی اپنی ضروریات کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے رُخصت ہوگئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن موقعوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اور صُحبت میں حاضر رہے۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی چند اہم احادیث ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

اسلام، ایمان، احسان کی تعریف اور قیامت کی چند نشانیاں

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنِی أَبِی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِی عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ، وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ:

---

[1] عن جابر بن عبد الله، قال: بينا النبی صلى الله عليه وسلم قائم يوم الجمعة، إذ قدمت عير إلى المدينة، فابتدرها أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، حتى لم يبق معه إلا اثنا عشر رجلا، فيهم أبو بكر وعمر، قال: ونزلت هذه الآية "وإذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا إليها" (مسلم، رقم الحديث ٣٨"٨٦٣)

www.idaraghufran.org

فَأَخْبِرْنِی عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِی عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّکَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاکَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِی عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ: فَأَخْبِرْنِی عَنْ أَمَارَتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا عُمَرُ أَتَدْرِی مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ (مسلم، رقم الحديث ۸، مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۴)

ترجمہ: مجھ سے میرے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا، جو نہایت سفید کپڑے والا اور بہت سیاہ بال والا تھا، اُس پر سفر کا کوئی اثر یعنی گردوغبار وغیرہ نہیں تھا، اور ہم میں سے کوئی اس کو جانتا بھی نہ تھا، یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھٹنے سے گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا، اور اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیا، اور عرض کیا کہ اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپ نماز قائم کریں، اور آپ زکاۃ ادا کریں، اور آپ رمضان کا روزہ رکھیں، اور آپ اگر استطاعت رکھیں تو (اللہ کے) گھر کا حج کریں، اُس آنے والے نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ہمیں اُس آدمی پر تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے، (اس کے بعد) اس شخص نے عرض کیا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ایمان یہ ہے کہ) آپ اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا، اور اس کی کتابوں کا، اور اس کے رسولوں کا اور آخری (یعنی قیامت کے) دن کا یقین رکھو، اور آپ ایمان رکھو اچھی اور بُری تقدیر پر، آنے والے نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر کہنے لگا کہ مجھے احسان کے بارے میں بتائیے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ آپ اللہ کی

عبادت اس طرح کرو کہ گویا آپ اللہ کو دیکھ رہے ہو، اور اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ رہے تو یہ یقین رکھو کہ اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ آنے والے نے عرض کیا کہ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے، وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، اس نے عرض کیا کہ پھر مجھے قیامت کی نشانیاں بتادیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ) لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی، اور آپ دیکھو گے کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم، تنگ دست، بکریاں چرانے والے بڑی بڑی عمارتوں پر مقابلہ بازی کریں گے، اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کچھ دیر تک ٹھہرا رہا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! کیا آپ جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبرائیل تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے (مسلم، مسند احمد)

مذکورہ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اُمت کو اسلام، ایمان، احسان کے معنیٰ معلوم ہوئے، اور قیامت کی اہم نشانیاں بھی معلوم ہوئیں۔

قرآن کے بعد کسی اور آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں

عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِأَخٍ لِي مِنْ قُرَيْظَةَ، فَكَتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَاةِ أَلَا أَعْرِضُهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا. قَالَ: فَسُرِّيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ، وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ، إِنَّكُمْ حَظِّي مِنَ الْأُمَمِ، وَأَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٥٨٦٤، مصنف

عبدالرزاق، رقم الحديث ١٠١٦٤) ؎۱

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اورعرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرا بنوقریظہ (قبیلہ) کے اپنے بھائی پر گذر ہوا، تو اس نے مجھے تورات کی جامع باتیں لکھ کر دیں، کیا وہ میں آپ کے سامنے پیش کروں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارکہ کا رنگ تبدیل ہوگیا، عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو نہیں دیکھ رہے، عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر عرض کیا ہم اللہ کو رب مان کر، اور اسلام کو دین مان کر، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر راضی ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کیفیت ختم ہوگئی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے، اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگتے، تو تم گمراہ ہوجاتے، تمام امتوں میں سے تم میرا حصہ ہو، اور انبیاء میں سے میں تمہارا حصہ ہوں (مسنداحمد، عبدالرزاق)

اس طرح کی روایت مسنداحمد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے اور مصنف عبدالرزاق اور شعب الایمان میں حضرت ابوقلابہ کی سند سے بھی مروی ہے، اہلِ علم حضرات نے متعدد سندوں سے مروی ہونے کی وجہ سے اس مضمون کی احادیث کو حسن درجہ دیا ہے۔ ؎۲

؎۱ قال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني، ورجاله رجال الصحيح، إلا أن فيه جابرا الجعفي، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٠٦، باب ليس لأحد قول مع رسول الله صلى الله عليه وسلم)

وقال ابوحذيفة الكويتي: وله شاهد من حديث عمر ومن حديث أبي الدرداء ومن حديث أبي قلابة مرسلا ومن حديث الحسن البصري مرسلا (انيس السارى فى تخريج احاديث فتح البارى، ج٦، ص ٤٣١٠، تحت رقم الحديث ٣٠٣١)

؎۲ عن أبي قلابة، أن عمر بن الخطاب مر برجل يقرأ كتابا سمعه ساعة، فاستحسنه فقال للرجل: أتكتب من هذا الكتاب؟ قال: نعم، فاشترى أديما لنفسه، ثم جاء به إليه فنسخه في بطنه وظهره، ثم أتى به النبي صلى الله عليه وسلم، فجعل يقرأه عليه، وجعل وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتلون، فضرب رجل من الأنصار بيده الكتاب، وقال: ثكلتك أمك يا ابن الخطاب ألا ترى إلي وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ اليوم وأنت تقرأ هذا الكتاب؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم عند ذلك: إنما بعثت فاتحا وخاتما، وأعطيت جوامع الكلم وفواتحه، واختصر لي الحديث اختصارا، فلا يهلكنكم المتهوكون (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ١٠١٦٣، شعب الايمان، رقم الحديث ٤٨٣٧)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ہجرت نبوی(قسط2)

دوران ہجرت قیام وطعام

پیارے بچو! پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تین روز غار حرا میں قیام رہا۔ ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ قریش والے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پروگرام بنا رہے ہوں ان سے باخبر رکھا جائے۔ اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو کہا دن کو بکریاں چرا کر غارِ حرا میں لے آیا کرے۔ اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کو کہا کہ گھر سے کھانا پکا کر لے آیا کریں۔

اس دنیا میں بعض لوگوں کی فطرت ہی میں کسی کی محبت ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت کرتے تھے جس کا اندازہ اس مثال سے ہوسکتا ہے کہ ہجرت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کبھی پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے تو کبھی پیچھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے ابوبکر کیا بات ہے ایک گھڑی تم آگے چلتے ہو اور ایک گھڑی پیچھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کوئی چیز لینا یاد آجاتی ہے تو میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں۔ اور آگے کوئی دشمن ہو اس کا خیال آجائے تو آگے چلتا ہوں۔

غار ثور میں داخل ہونے سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ آپ باہر رکیئے میں غار میں دیکھ لوں کہیں کوئی دشمن یا موذی چیز نہ ہو۔

غار میں تین دن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے غار حرا میں ٹھہرے۔ جیسے ہی غار میں داخل ہوئے اللہ تعالی نے ایک مکڑی کو حکم دیا کہ غار کے دہانے جالا بن دے۔ مکڑی نے غار اور غار کے دہانے درخت کے درمیان جالا بن دیا۔ قریش والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے تھے۔ غار کے قریب پہنچے تو حضرے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذرا خوف ہوا کہ دشمن کی اگر قدموں پر نظر پڑی تو ہمیں دیکھ

لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! آپ کا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔ قریش والے غار کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ غار کے دہانے مکڑی کا جالا بنا ہوا ہے۔ کسی جگہ مکڑی کا جالا ہونا اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ یہاں عرصہ دراز سے کوئی نہیں رہا۔ یہ دیکھ کر قریش والے واپس چلے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سو اونٹوں کا انعام

جب قریش والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈ کر تنگ آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں نہ ملے تو قریش والوں نے اعلان کیا کہ جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ سراقہ بن مالک کے منہ میں پانی آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار سے نکلتے ہوئے دیکھا تو گھوڑا دوڑایا مگر گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا۔ اٹھا پھر گھوڑا دوڑایا مگر پھر گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا۔ تیسری بار پھر کوشش کی مگر اب کی بار گھوڑا پاؤں سمیت زمین میں دھنس گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اللہ تعالی کی مدد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ دور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور امن کی تحریر مانگنے لگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام نے امن کی تحریر لکھ کر دے دی۔

راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ام معبد نامی عورت کے پاس سے ہوا۔ جس کے پاس ایک بکری تھی اور اس بکری کا دودھ خشک ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو تھن دودھ سے لبالب بھر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے دودھ دھویا اور پیا یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ پھر دوبارہ دودھ دھویا یہاں تک کہ برتن دودھ سے بھر گیا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو ام معبد کے شوہر آئے اور ام معبد نے سارا قصہ سنا دیا، پھر کہا کہ مجھے یہ وہی آدمی لگتا ہے جسے قریش والے ڈھونڈ رہے ہیں۔ (جاری ہے............)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

بزمِ خواتین مفتی طلحہ مدثر

اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے والی خاتون

معزز خواتین! ویسے تو جھگڑا اور بحث ومباحثہ کرنا بہت بری بات ہے اسلام میں بے جا بحث ومباحثہ کرنا سخت ناپسندیدہ ہے، اوراس خصلت کو بری عادتوں میں شمار کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الأَلَدُّ الخَصِمُ (صحیح بخاری ،باب المظالم والغصب، رقم الحديث ٢٤٥٧)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندوہ شخص ہے جو بہت جھگڑالو ہو''(بخاری)

لیکن اسلام میں ایک خاتون ایسی ہیں جنہوں نے نبی علیہ السلام سے اس سے انداز سے بات کی کہ بظاہر وہ بحث وتکرار تھی اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کا معاملہ حل کرنے کے لیے نبی علیہ السلام پر وحی بھیج دی اور ان کے واقعہ کو قرآن مجید کا حصہ بنادیا۔

ان خاتون کا نام''خولہ بنت ثعلبہ'' تھا یہ انصاری صحابیہ تھیں جن کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا، ان کے شوہر کا نام''اوس بن صامت'' تھا جو مشہور صحابی حضرت عبادہ بن صامت کے بھائی تھے، ان کے واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ عرب میں ایک رواج تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ تو میرے لیے میری ماں جیسی ہے یعنی جس طرح ماں سے کوئی تعلق رکھنا حرام ہے ایسے ہی تجھ سے بھی حرام ہے، ایسا کہہ دینے سے ان کے رواج کے مطابق بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی تھی اوراس کو''ظہار'' کا نام دیا جاتا تھا، اور اس بات کو طلاق سے بھی زیادہ سخت تصور کیا جاتا تھا کہ طلاق میں تو پھر بھی کسی طرح کے رجوع ومراجعت کا حق تھا لیکن ظہار کے معاملے میں کسی طرح کے رجوع کی گنجائش نہیں تھی۔

حضرت خولہ کے شوہر اوس ان کے چچازاد بھائی تھے جو عمر رسیدہ ہوگئے تھے اوران کے مزاج میں تھوڑی تیزی آ گئی تھی انکی ایک دن اپنی بیوی حضرت خولہ سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا جس پر انہوں حضرت خولہ سے ظہار کرلیا، اس واقعہ کے بعد حضرت خولہ کو پریشانی لاحق ہوئی کہ اگر خدانخواستہ زوجین میں باہم جدائی ہوگئی تو بہت مشکل ہوجائے گی چنانچہ وہ مسئلہ دریافت کرنے نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوگئیں اور نبی

www.idaraghufran.org

علیہ السلام سے اپنے شوہر کی شکایت کرنے لگیں، کہ اگر واقعی جدائی ہوگئی تو کیا ہوگا میں تو بوڑھی ہوچکی ہوں، بچوں والی بھی ہوں، اس وقت تک نبی علیہ السلام پر ظہار کے تفصیلی احکام نازل نہیں ہوئے تھے اس لیے نبی علیہ السلام نے کوئی حتمی حکم نہیں بتایا اب حضرت خولہ نبی علیہ السلام سے مسئلہ بھی دریافت کرتی جاتیں اور اللہ تعالیٰ سے فریاد بھی کرتی جاتیں اسی دوران نبی علیہ السلام پر وحی کے آثار ظاہر ہوئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ظہار سے متعلق تفصیلی آیات لے کر نازل ہوئے، چنانچہ ان آیات میں حضرت خولہ کی اس حالت کو جھگڑا کرنے سے تعبیر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَکِیْۤ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِکُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ذٰلِکَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (سورة المجادلة)

ترجمہ: بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑتی تھی اور اللہ کی جناب میں شکایت کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بیشک اللہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے، جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہوجاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں پیدا کیا ہے اور بیشک انہوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات منہ سے نکالی ہے اور بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اس کہی ہوئی بات سے پھرنا چاہیں تو ایک غلام ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے آزاد کردیں یہ اس لیے ہے کہ اس سے تمہیں نصیحت ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس کی خبر رکھتا ہے پس جو شخص (غلام) نہ پائے (جیسا کہ آجکل غلام نہیں ہیں) تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو چھوئیں پس جو

www.idaraghufran.org

کوئی ایسا نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور منکروں کے لیے دردناک عذاب ہے (ترجمہ ختم)

ان کے اس واقعہ کا ذکر صحیح احادیث میں بھی وارد ہوا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کا ذکر کرتی ہوئیں فرماتی ہیں:

تَبَارَکَ الَّذِی وَسِعَ سَمْعُهُ کُلَّ شَیْءٍ، إِنِّي لَأَسْمَعُ کَلَامَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، وَيَخْفَى عَلَيَّ بَعْضُهُ، وَهِيَ تَشْتَكِي زَوْجَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –، وَهِيَ تَقُولُ: يا رسول الله، أَكَلَ شَبَابِي، وَنَثَرْتُ لَهُ بَطْنِي، حَتَّى إِذَا كَبِرَتْ سِنِّي، وَانْقَطَعَ وَلَدِي ظَاهَرَ مِنِّي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ .فَمَا بَرِحَتْ حَتَّى نَزَلَ جبريل بِهَؤُلَاءِ الْآيَاتِ:قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ (سنن ابن ماجه، ابواب الطلاق، باب الظهار،رقم الحديث۲۰۶۳،مستدرک علی الصحيحين للحاکم،رقم الحديث ۳۷۹۱) [1]

ترجمہ: وہ بڑی برکت والا ہے جو ہر چیز کو سنتا ہے۔ میں خولہ بنت ثعلبہ کی بات سن رہی تھی اور اس کے باوجود میں انکی کچھ باتیں نہ سن پائی وہ اپنے خاوند سے متعلق شکایت کر رہی تھی کہ یا رسول اللہ! میرا خاوند میری جوانی کھا گیا اور میرا پیٹ اس کے لے چیرا گیا (یعنی اس سے میری اولاد ہوئی)۔ جب میں ضعیف ہوئی اور اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا۔ یا اللہ! میں اپنا شکوہ تجھ سے کرتی ہوں۔ پھر وہ یہی کہتی رہی یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر اترے (قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ) یعنی سن لی اللہ نے اس عورت کی بات جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں اور اللہ سے شکوہ کرتی تھی (ترجمہ ختم)

حضرت خولہ کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن مجید کا حصہ بنا دیا اور ظہار کے تفصیلی احکام انکے واقعہ کی بدولت امت کو معلوم ہوئے اسی وجہ سے جلیل القدر صحابہ بھی انکی بہت عزت کرتے تھے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ کچھ سرداروں کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک بوڑھی عورت نے انہیں روک لیا اور وہ عورت حضرت عمر سے کافی دیر گفتگو کرتی

[1] قال شعيب الارنؤوط فی حاشيته: إسناده صحيح(حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

رہی، جب وہ فارغ ہوگئی تو کچھ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ”اے امیرالمؤمنین! آپ نے صرف ایک بوڑھی عورت کی وجہ سے تمام لوگوں کو روک کر رکھا؟“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم ہے یہ کون ہے؟ یہ وہ عورت ہے جسکی فریاد اللہ تعالیٰ نے ساتھ آسمانوں کے اوپر سے سن لی، یہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں، اللہ کی قسم! اگر یہ مجھے رات تک روک کر رکھتیں تو میں بھی ٹھہرا رہتا صرف نماز کے لیے اجازت چاہتا (اسد الغابہ)

حُسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اور طرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین دین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل آداب واحکام اور زندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اور آدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف: مفتی محمد رضوان

رمضان اور شوال کے روزوں سے متعلق اہتمام کا حکم

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :لَا تُقَدِّمُوْا الشَّھْرَ بِصِیَامِ یَوْمٍ، وَلَا یَوْمَیْنِ إِلَّا أَنْ یَّکُوْنَ شَیْءٌ یَصُوْمُہٗ أَحَدُکُمْ، وَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ، ثُمَّ صُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ، فَإِنْ حَالَ دُوْنَہٗ غَمَامَۃٌ، فَأَتِمُّوْا الْعِدَّۃَ ثَلَاثِیْنَ، ثُمَّ أَفْطِرُوْا (ابو داؤد 2327)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رمضان کے مہینے کو ایک اور دو دن پہلے (روزہ رکھ کر شروع) نہ کرو، مگر یہ کہ تم میں سے کسی کا اس دن (نفلی) روزہ رکھنے کا معمول ہو (اور یہ دن اتفاق سے انتیس یا تیس شعبان کو واقع ہو رہا ہو) اور تم اُس وقت تک (رمضان کا) روزہ نہ رکھو، جب تک کہ تم چاند کو نہ دیکھ لو، پھر تم (رمضان کے) روزے رکھتے رہو، یہاں تک کہ تم (شوال کا) چاند نہ دیکھ لو، پھر اگر چاند کے درمیان اَبر حائل ہو جائے، تو تم (مہینے کے) تیس دنوں کی تعداد پوری کرلو، پھر تم افطار کرو (یعنی عید مناؤ)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں کمی وزیادتی کرنا شرعاً جائز نہیں، اور اسی طرح شوال کے مہینہ میں بھی اس طرح کی کمی وبیشی کرنا ممنوع ہے، اور اس سلسلہ میں شرعی اصولوں اور ملکی قوانین کی اتباع کرنا واجب ہے۔

Savour Foods®

RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

رمضان المبارک میں شیاطین کا قید ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آ چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں، اس مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنّم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس مہینہ میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، اس مہینہ میں ایک رات (یعنی لیلۃ القدر) ایسی ہے جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس رات کی خیر (کو حاصل کرنے) سے محروم ہو گیا تو وہ پورا محروم ہے (مسند احمد، حدیث نمبر 7148)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے، تو جنتوں کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی دروازہ اخیر مہینے تک بند نہیں کیا جاتا، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اس کا کوئی دروازہ اخیر مہینے تک کھولا نہیں جاتا، اور اس مہینہ میں سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہر افطار کے وقت ایسے آزاد افراد ہوتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ آگ (یعنی جہنّم) سے آزاد فرماتے ہیں (طبرانی، حدیث نمبر 8139)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضانُ المبارک کے مہینے میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور جہنم کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور پورے مہینے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش برستی ہے۔

رمضان میں نیک کام کرنے اور گناہوں سے بچنے کا خصوصی اعلان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ:

رمضان کی پہلی رات ہی سے شیطانوں اور سرکش جنوں کو قید کردیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے اوران میں سے کوئی دروازہ بھی کھلا نہیں رکھا جاتا اور جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اوران میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اوراللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ ''اے خیر (یعنی نیک کام) کو طلب کرنے والے آگے بڑھ اوراے شَر (یعنی بُرے اور گناہ کے کام) کوطلب کرنے والے رُک جا'' اوراللہ کی طرف سے آگ (یعنی جہنَّم) سے بہت سے لوگ آزاد کیے جاتے ہیں اور یہ واقعہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے (ترمذی، حدیث نمبر ٦٨٢)

مطلب یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک کام کے کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کا اور بُرے کام کے کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کا خاص اعلان وانتظام کیا جاتا ہے۔ اوراس کا مشاہدہ عام ہے کہ رمضانُ المبارک کے مہینے میں بے شمار لوگ اپنے گناہوں کو چھوڑ دیتے یا کمی وتخفیف کردیتے ہیں، بہت سے لوگ ہمیشہ کے لئے اپنے گناہوں سے تائب ہوجاتے ہیں، اور بہت سے لوگ اس مہینے کی برکت سے نماز اوردوسری عبادات کے پابند ہوجاتے ہیں۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

روزہ میں غیبت، جھوٹ اور دوسرے گناہوں سے بچنے کا خاص حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (بخاری، رقم الحديث 1903)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں (بخاری)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَحْدَهٗ وَلٰكِنَّهٗ مِنَ الْكِذْبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ وَالْحَلْفِ (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث 8975)

ترجمہ: روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل، لغو باتوں اور جھوٹی قسموں سے بچنا بھی ضروری ہے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

خبردار کہ روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے (شعب الایمان، حدیث نمبر 3372)

معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے روزے کے اجر و ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، پکن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

ایک نماز کی قضاء پر ایک ’’حقب‘‘ عذاب کی تحقیق (پانچویں و آخری قسط)

کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا مسئلہ

گزشتہ متعدد آیات میں ترکِ نماز یا قضائے نماز وغیرہ پر جو مختلف وعیدوں کا ذکر ہوا، ان کے کفار کے متعلق ہونے کی تفسیر پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کفار ایمان کے تو مخاطب ہیں، شرعی احکام کے مخاطب نہیں، پھر ان کے حق میں ترکِ نماز وغیرہ پر ان وعیدوں کے مرتب ہونے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ کفار کے شرعی احکام کا مخاطب ہونے کے متعلق، مختلف اقوال ہیں۔

جمہور کے نزدیک راجح یہ ہے کہ کفار ایمان کے ساتھ ساتھ اوامر ونواہی سمیت شرعی احکام کے بھی مخاطب ہیں، شافعیہ، حنابلہ، مالکیہ اور حنفیہ میں سے مشائخِ عراقیین کا یہی قول ہے۔ [1]

---

[1] أما خطاب الكفار بالفروع شرعا ففيه -كما قال الزركشي -مذاهب:

القول الأول :أن الكفار مخاطبون بفروع الشريعة مطلقا فی الأوامر والنواهی بشرط تقديم الإيمان بالمرسل كما يخاطب المحدث بالصلاة بشرط تقديم الوضوء .

والدليل على ذلک قوله تعالى :(ما سلككم فی سقر قالوا لم نک من المصلين) ، فأخبر سبحانه وتعالى أنه عذبهم بترک الصلاة وحذر المسلمين به، وقوله تعالى :(والذين لا يدعون مع الله إلها آخر ولا يقتلون النفس التی حرم الله إلا بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلک يلق أثاما يضاعف له العذاب يوم القيامة).

فالآية نص فی مضاعفة عذاب من جمع بين الكفر والقتل والزنا، لا كمن جمع بين الكفر والأكل والشرب.

وكذلک ذم الله تعالى قوم شعيب بالكفر ونقص المكيال، وذم قوم لوط بالكفر وإتيان الذكور.

كما استدلوا بانعقاد الإجماع على تعذيب الكافر على تكذيب الرسول صلى الله عليه وسلم كما يعذب على الكفر بالله تعالى.

وقد ذهب إلى هذا القول الشافعية والحنابلة فی الصحيح، وهو مقتضى قول مالک وأكثر أصحابه، وهو قول المشايخ العراقيين من الحنفية.

القول الثانی :إن الكفار غير مخاطبين بالفروع وهو قول الفقهاء البخاريين من الحنفية، وبهذا قال عبد الجبار من المعتزلة والشيخ أبو حامد الإسفرايينی من الشافعية، وقال الإبياری :إنه ظاهر مذهب مالک، وقال الزركشی :اختاره ابن خويزمنداد المالكی.

قال السرخسی :لا خلاف أنهم مخاطبون بالإيمان والعقوبات والمعاملات فی الدنيا والآخرة، وأما فی العبادات فبالنسبة إلى الآخرة كذلک.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اورقرآن مجید کی متعدد آیات کے ظاہر سے بھی اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ ؎1
اور متعدد حنفیہ کے نزدیک یہی قول مختار، معتمد، صحیح اور اصح بھی قرار دیا گیا ہے۔ ؎2

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أما فی حق الأداء فی الدنيا فهو موضع الخلاف.

واستدل القائلون بعدم مخاطبتهم بالفروع بأن العبادة لا تتصور مع الكفر، فكيف يؤمر بها فلا معنى لوجوب الزكاة وقضاء الصلاة عليه مع استحالة فعله فی الكفر ومع انتفاء وجوبه لو أسلم، فكيف يجب ما لا يمكن امتثاله ؟ .

القول الثالث :إن الكفار مخاطبون بالنواهي دون الأوامر، لأن الانتهاء ممكن فی حالة الكفر، ولا يشترط فيه التقرب فجاز التكليف بها دون الأوامر، فإن شرط الأوامر العزيمة، وفعل التقريب مع الجهل بالمقرب إليه محال فامتنع التكليف بها.

وقد حكى النووی فی التحقيق أوجها، وقال الزركشي :ذهب بعض أصحابنا إلى أنه لا خلاف فی تكليف الكفار بالنواهي وإنما الخلاف فی تكليفهم بالأوامر.

ونقل ذلک القول صاحب اللباب من الحنفية عن أبی حنيفة وعامة أصحابه.

وقيل :إنهم مخاطبون بالأوامر فقط.

وقيل :إن المرتد مكلف دون الكافر الأصلي.

وقيل :إنهم مكلفون بما عدا الجهاد.

وقيل :بالتوقف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۰ و ۲۱،مادة ”كفر“)

؎1 وهذا ما ذهب إليه العراقيون والشافعية، ويؤيده ظواهر الآيات كقوله تعالى :وويل للمشركين الذين لا يؤتون الزكاة وقوله سبحانه :ما سلككم فی سقر قالوا لم نک من المصلين ولم نک نطعم المسكين وذهب البخاريون إلى أنهم مكلفون فی حق الاعتقاد فقط، وأبو حنيفة رضی الله تعالى عنه لم ينص ظاهرا على شیء فی المسألة لكن فی كلام صاحبه الثانی ما يدل عليها، ولعل ذلک من الإمام لأنه لا ثمرة للخلاف فی الدنيا للاتفاق على أنهم ما داموا كفارا يمتنع منهم الإقدام عليها ولا يؤمرون بها وإذا أسلموا لم يجب قضاؤها عليهم، وإنما ثمرته فی الآخرة وهو أنهم يعذبون على تركها كما يعذبون على ترک الإيمان عند من قال بوجوبها عليهم، وعلى ترک الإيمان فقط عند من لم يقل، وهذا فی غير العقوبات والمعاملات، أما هی فمتفق على خطابهم بها(روح المعانی فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی،للألوسی، ج۱ ،ص ۸۶،سورة البقرة)

؎2 وأقول :إن للأحناف ثلاثة أقوال فی كونهم مخاطبين بالفروع؛ قال العراقيون :إنهم مخاطبون بالفروع اعتقادا وأداء أی يعذبون فی النار على اعتقادهم بعدم الفرضية وعلى عدم أداء هم، وقال جماعة من مشائخ ما وراء النهر :إنهم مخاطبون اعتقادا لا أداء فلا يعذبون فی جهنم إلا على عدم اعتقادهم الفرضية، وقال جماعة منهم :إنهم ليسوا بمخاطبين اعتقادا وأداء فلا يعذبون عندهم إلا على تركهم الإيمان، والمختار قول العراقيين واختاره صاحب البحر فی شرح المنار (العرف الشذی، ج۷، ص ۱۰۶ ، كتاب الزكاة، باب ما جاء فی كراهية أخذ خيار مال الصدقة)

الذی تحرر فی المنار وشرحه لصاحب البحر أنهم مخاطبون بالإيمان، وبالعقوبات سوى حد الشرب، والمعاملات وأما العبادات فقال السمرقنديون :إنهم غير مخاطبين بها أداء واعتقادا قال البخاريون :إنهم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس کا مطلب یہ ہوا کہ کفار کو آخرت میں شرعی احکام کے ترک، مثلاً ترکِ نماز یا قضائے نماز پر بھی عذاب دیا جائے گا، جو کہ مومنوں کے مقابلہ میں کفر، ترکِ عقیدہ وترکِ عمل کے مجموعہ کی وجہ سے زیادہ شدید ہوگا۔ [1]

معذوری یا مجبوری میں نماز قضاء ہونے کا حکم

جہاں تک معقول عذر مثلاً نیند یا بھول وغیرہ کی وجہ سے نماز کے قضاء ہونے کا تعلق ہے، تو یہ گناہ میں داخل نہیں، بشرطیکہ عذر زائل ہونے کے بعد اس کو اداء کرلیا جائے۔

اسی وجہ سے بعض احادیث میں نیند کی حالت میں نماز قضاء ہوجانے کو"تفریط" یعنی کوتاہی میں شمار نہیں کیا گیا، بلکہ جاگنے کی حالت میں نماز قضا کرنا کوتاہی میں شمار کیا گیا ہے، کیونکہ نیند کی حالت معذوری کی حالت میں داخل ہے، نیز مخصوص اعذار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی نماز کا قضاء ہونا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

غير مخاطبين بها أداء فقط وقال العراقيون إنهم مخاطبون بهما فيعاقبون عليهما وهو المعتمد .اهـ .ح(رد المحتار على الدر المختار، ج۴،ص۱۲۸،كتاب الجهاد، مطلب فى أن الكفار مخاطبون)

الصحيح من مذهب أصحابنا أن الكفار مخاطبون بشرائع، وهى محرمات، فكانت ثابتة فى حقهم أيضا(رد المحتار على الدر المختار، ج۵،ص۲۲۸، باب المتفرقات من أبوابها، مطلب فى التداوى بالمحرم)

الكفار مخاطبون بشرائع هى حرمات هو الصحيح من مذهب أصحابنا (بدائع الصنائع، ج۵، ص ۱۴۳، كتاب البيوع، فصل فى الشرط الذى يرجع إلى المعقود عليه)

الكفار مخاطبون بشرائع هى حرمات عندنا، وهو الصحيح من الأقوال على ما عرف فى أصول الفقه (ايضاً، ج۷، ص ۱۴۷)

هذا أحد أقوال ثلاثة والأصح أن الكفار مخاطبون بفروع الشريعة لقوله تعالى :(لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ) الآية فيعذبون على تركها عذابا زائدا على عذاب الكفر(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح،ص۴۳۲،كتاب الصوم)

قد تقرر فى علم الأصول أنه لا خلاف فى أن الكفار مخاطبون بالإيمان والعقوبات والمعاملات وبالعبادات أيضا فى حق المؤاخذة فى الآخرة .وأما فى حق وجوب الأداء فى الدنيا فمختلف فيه (فتح القدير، ج۹، ص ۳۵۹، كتاب الغصب، فصل فى غصب ما لا يتقوم)

[1] ولم نك نطعم المسكين ما يجب اعطائهم فيه دليل على ان الكفار مخاطبون بفروع الأعمال لاجل المؤاخذة فى الاخرة وانما سقط عنهم الخطاب فى الدنيا لفقد شرط ادائه وهو الايمان ولا وجه بسقوط التكليف فان الكفر موجب للتشديد دون التخفيف لكن حقوق الله تعالى من العبادات والعقوبات تسقط بالإسلام فلا يوخذ من اسلم على ما فات عنه فى حالة الكفر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الإسلام يهدم ما كان قبله (التفسير المظهرى،ج۱۰،ص۱۳۲،سورة المدثر)

www.idaraghufran.org

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقَظَةِ أَنْ تُؤَخِّرَ صَلَاةً حَتّٰى يَدْخُلَ وَقْتُ أُخْرٰى (سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۴۴۱، كتاب الصلاة، باب في من نام عن الصلاة، أو نسيها)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند کی حالت میں (نماز قضا ہوجائے تو) کوتاہی شمار نہیں ہوتی، بس کوتاہی تو جاگنے کی حالت میں شمار ہوتی ہے، کہ نماز میں اتنی تاخیر کی جائے کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہوجائے (ابوداؤد)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

ذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً، أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا (سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۷۷)

ترجمہ: لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز سے سوتے رہ جانے کے متعلق ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند کی حالت میں (نماز قضا ہوجائے تو) کوتاہی شمار نہیں ہوتی، کوتاہی تو بیداری کی حالت میں شمار ہوتی ہے، پس تم میں سے جو شخص نماز پڑھنا بھول گیا، یا اس سے سوتا رہ گیا، تو اسے چاہیے کہ جب یاد آئے (یا بیدار ہو) تو اسی وقت نماز پڑھ لے (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ (صحيح مسلم، رقم الحديث ۶۸۴"۳۱۶")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز سے سوتا رہ جائے یا اس سے غافل رہے تو اسے چاہئے کہ جب اسے نماز یاد آئے، اسی وقت پڑھ لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

www.idaraghufran.org

عَرَّسْنَا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهٖ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطَانُ،قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ،وَقَالَ يَعْقُوْبُ ثُمَّ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ ، ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ

(مسلم، رقم الحديث ٦٨٠"٣١٠"، كتاب المساجد)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (راستے میں) ایک رات گزاری، تو ہماری آنکھ نہیں کھلی، یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اونٹ کی نکیل پکڑ لے (اور یہاں سے نکل چلے) کیونکہ اس جگہ میں شیطان (کا اثر) ہے، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا، اور وضو کیا، پھر دو سجدے کیے (یعنی دو رکعت پڑھی) اور یعقوب راوی نے کہا کہ پھر دو رکعت (سنت) پڑھی، پھر نماز کھڑی ہوئی، اور فجر کی نماز پڑھی (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ، حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا، فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ (بخارى،رقم الحديث ٥٩٦،كتاب مواقيت الصلاة)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد تشریف لائے، اور کفارِ قریش کو برا بھلا کہنے لگے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی، اور سورج غروب ہو رہا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی، پھر ہم بطحان کی طرف کھڑے ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی عصر کی نماز کے لئے وضو کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی، پھر اس کے

بعد مغرب کی نماز پڑھی (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحُبِسْنَا عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيَّ، ثُمَّ قُلْتُ: نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلّٰى بِنَا الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَصَلّٰى بِنَا الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَصَلّٰى بِنَا الْعِشَاءَ، ثُمَّ طَافَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: مَا عَلَى الْأَرْضِ عِصَابَةٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُكُمْ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۰۱۳)

ترجمہ: ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے تو ہمیں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز سے روک دیا گیا، تو یہ عمل میرے اوپر سخت گراں گزرا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں، اور اللہ کے راستے میں ہیں (اور ہماری نمازیں قضا ہوگئیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم فرمایا تو انہوں نے اذان اور اقامت کہی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، پھر حضرت بلال نے اقامت کہی، تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی، پھر حضرت بلال نے اقامت کہی، تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھائی، پھر حضرت بلال نے اقامت کہی، تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے، اور فرمایا کہ زمین کے اوپر کوئی جماعت ایسی نہیں، جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہی ہو، سوائے تمہارے (مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِيْ صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِيْ إِذَا صَلَّيْتُ وَيُفَطِّرُنِيْ إِذَا صُمْتُ وَلَا يُصَلِّيْ صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ. قَالَ فَسَأَلَهُ

عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِىْ إِذَا صَلَّيْتُ فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا . قَالَ فَقَالَ لَوْ كَانَتْ سُوْرَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ . وَأَمَّا قَوْلُهَا يُفَطِّرُنِىْ فَإِنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُوْمُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا أَصْبِرُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَوْمَئِذٍ لَا تَصُوْمُ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا . وَأَمَّا قَوْلُهَا إِنِّىْ لَا أُصَلِّىْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ لَا نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ . قَالَ فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ (سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٤٥٩، كتاب الصوم، باب المرأة تصوم بغير إذن زوجها)

ترجمہ: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، اس عورت نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے شوہر صفوان بن معطل مجھے مارتے ہیں، جب میں نماز پڑھتی ہوں، اور جب میں (نفلی) روزہ رکھتی ہوں تو وہ روزہ تڑوادیتے ہیں، اور فجر کی نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے نہیں پڑھتے۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ (اس خاتون کے شوہر) حضرت صفوان اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیوی کی شکایت کے متعلق معلوم کیا تو حضرت صفوان نے عرض کیا کہ ان کو نماز پڑھنے پر مارنے کی وجہ تو یہ ہے کہ یہ نماز میں (لمبی لمبی) دوسورتیں پڑھتی ہیں، اور میں نے ان کو ان لمبی سورتوں کے پڑھنے سے منع کررکھا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک ہی سورت (قرآن کی) ہوتی، تو سارے لوگوں (کی ہدایت) کے لیے کافی ہوجاتی (لہٰذا شوہر کی اجازت کے بغیر دو لمبی لمبی سورتیں پڑھنے کی ضرورت نہیں) رہی ان کی روزہ تڑوادینے کی شکایت، تو یہ روزے پر روزہ رکھنے میں مشغول ہوتی ہے (ایک آدھ نفلی روزہ رکھنے پر اکتفاء نہیں کرتی) اور میں جوان آدمی ہوں، مجھ سے (صحبت کئے بغیر) صبر نہیں ہوتا (اور ان کے روزہ رکھنے کی وجہ سے میرے حقِ زوجیت کا تقاضہ پورا ہونے میں خلل آتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فرمایا کہ کوئی عورت کسی دن کا (نفلی) روزہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔ رہی ان کی یہ شکایت کہ میں سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز نہیں

پڑھتا،تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے گھرانے کی یہ خصلت وکمزوری سب کومعلوم ہے کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے بہت مشکل ہے کہ ہمیں جاگ آئے،تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ بیدار ہوں،تو اس وقت نماز پڑھ لیا کریں (ابوداؤد،حاکم،مسنداحمد)

معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی نماز کو بھول جائے،یا کسی نماز کے وقت سوتا رہ جائے،تو یاد آنے یا آنکھ کُھلنے پر جلداز جلداس نماز کو پڑھ لینا چاہئے،اسی طرح اگر کسی اور معقول عذر کی وجہ سے نماز رہ جائے،تو اس کو عذر زائل ہونے کے بعد جلداز جلد پڑھ لینا چاہئے،ایسی صورت میں وہ کوتاہی کا مرتکب اور گناہ گار شمار نہیں ہوگا۔

اس کے علاوہ معقول عذر مثلاً سفر یا بیماری وغیرہ لاحق ہونے پر فقہائے کرام کے نزدیک مخصوص شرائط کے ساتھ جمع بین الصلا تین کی بھی گنجائش ہے۔

البتہ حنفیہ کے نزدیک سوائے عرفات ومزدلفہ کے دیگر حالات میں''جمع بین الصلا تین صوری'' کی گنجائش ہے،جبکہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک''جمع بین الصلا تین حقیقی'' کی بھی گنجائش ہے،خواہ جمع بین الصلا تین تقدیمی ہو یا تاخیری،اوران کے نزدیک سفر یا معقول عذر پائے جانے پر جمع بین الصلا تین تاخیری کی صورت میں نماز کو قضاء کرنے کا گناہ لازم نہیں آتا۔

پھر جو نماز بلا عذر یا معقول عذر مثلاً نیند یا بھول وغیرہ کی وجہ سے قضاء ہو جائے،تو بعض فقہائے کرام کے نزدیک اس کو جلداز جلد پڑھنا ضروری ہے،اور بلا عذر تاخیر کرنا گناہ ہے۔

البتہ اگر کسی معقول عذر کی بناء پر تاخیر سے پڑھی جائے،مثلاً کھانے پینے یا ضروری درجہ کی نیند کرنے یا اور کوئی انسانی ضرورت پوری کرنے یا معاشی ضرورت کو حاصل کرنے کی وجہ سے،تو پھر گناہ نہیں۔

جبکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک جو نماز عذر کی وجہ سے قضاء ہو جائے،اس کو عذر زائل ہونے کے بعد فی الفور پڑھنا سنت ومستحب ہے،اور تاخیر سے پڑھنا گناہ نہیں،اگر بلا عذر قضاء ہو جائے،تو اس کو فی الفور پڑھنا ضروری ہے۔لیکن بہر حال تاخیر کرنے سے وہ نماز ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی،جب تک اس کو پڑھ نہ لیا جائے۔

اوراگرایک سے زیادہ تعداد میں نمازیں ذمہ میں قضاء ہو جائیں،تو مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک ان کو ترتیب کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے،خواہ ان نمازوں کی تعداد تھوڑی ہو یا زیادہ۔

جبکہ حنفیہ کے نزدیک اگر ذمہ میں قضاء شدہ نمازوں کی تعداد چھ نمازوں سے زیادہ ہو،تو پھر ان کو ترتیب کے ساتھ ادا کرنا واجب نہیں،اوراس سے کم ہونے کی صورت میں ترتیب کے ساتھ ادا کرنا واجب

ہے، مگر یہ کہ اسے قضاء شدہ نماز یاد نہ رہے، اور وہ وقتی نماز پڑھ لے، پھر اس کے بعد اس کو قضاء شدہ نماز یاد آئے، یا وقتی نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ قضاء نمازوں کو ادا کرنے میں مشغولیت کی وجہ سے اس کی وقتی نماز بھی قضاء ہو جائے گی، تو ایسی صورت میں اس کو وقتی نماز کا قضاء نماز سے پہلے پڑھنا گناہ نہیں ہوتا۔

جبکہ شافعیہ کے نزدیک بہرحال قضاء شدہ کو ترتیب سے پڑھنا مستحب ہے، واجب نہیں، خواہ قضاء شدہ نمازوں کی تعداد زیادہ ہو یا تھوڑی۔

خلاصۂ کلام

اب تک جو تفصیل ذکر کی گئی، اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ دن رات میں پانچ وقت کی نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھنا ہر عاقل و بالغ اور مکلّف مسلمان پر فرض ہے، بلا عذر نماز کو قضاء کر دینا گناہ ہے، اگر کبھی اتفاق سے نماز قضاء ہو جائے، تو اس کو جلد از جلد اداء کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، غفلت و کوتاہی کی وجہ سے قضا ہونے پر استغفار بھی کرنا چاہیے۔ جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ اگر کسی کی ایک نماز کسی بھی وجہ سے قضاء ہو جائے، اور وہ پھر اس کو اداء بھی کر لے، تب بھی اس کو ایک حقب یعنی دو کروڑ اٹھاسی لاکھ (28,800,000) برس کی مقدار جہنم میں جلنا پڑے گا۔

تو یہ حدیث کسی معتبر سند سے ثابت نہیں ہو سکی، لہٰذا اس کی تشہیر و تبلیغ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، اور نہ ہی اس کے مطابق عقیدہ رکھنا چاہیے۔

نیز سورہ نبا میں ''لابثین فیھا احقابا'' کی وعید درحقیقت کفار کے بارے میں ہے، اور ''احقابا'' سے ایک محدود مدت مراد لے کر کفار کے لئے ''خلود فی النار'' کی نفی کرنا بھی درست نہیں۔

اسی طریقہ سے یہ کہنا کہ جس شخص کی نماز قضا ہو جائے، اور وہ بعد میں اس کو اداء بھی کر لے، تو وہ اس ''غیّ'' کے عذاب کا مستحق ہوگا، جس کا ذکر سورہ مریم کی آیت ''یلقون غیا'' یا سورہ فرقان کی آیت ''وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا'' میں آیا ہے، یا اس ''ویل'' کے عذاب کا مستحق ہوگا، جس کا ذکر سورہ ماعون میں آیا ہے، اور اس سے مراد جہنم کی بہت گہری وادی ہے، جس میں پیپ ہوگی، وغیرہ وغیرہ، یہ بھی درست نہیں۔

البتہ نماز قضاء کر دینا بطورِ خاص اس کی عادت بنا لینا کفار و منافقین کی خصلت ہے، اور ان کے طرزِ عمل کی مشابہت کی وجہ سے اس طرح کی وعید کا اندیشہ ہے۔

مذکورہ تحقیق و تفصیل پر کسی کی طرف سے یہ شبہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس طرح کی تحقیق و تفصیل کی وجہ سے تو

www.idaraghufran.org

لوگوں میں نماز کو قضاء کرنے کے گناہ پر جرأت بڑھ سکتی ہے، جبکہ سخت وعیدوں کی وجہ سے لوگوں کو نماز قضاء کرنے سے ڈر لگا رہے گا، اور نماز کو قضاء کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ہم تو اس چیز کے مکلّف ہیں کہ قرآن وسنت کی نصوص میں جس سزا وجزا کا ذکر آیا ہے، اور جس چیز کو جس درجہ میں رکھ کر بیان کیا گیا ہے، اس کے اسی طرح سے بیان ونقل کرنے پر اکتفاء کریں، اور اپنی طرف سے کسی چیز کا اضافہ یا کمی نہ کریں، اور نہ ہی بے جا سختی وغلو سے کام لیں، جس کے بعد عمل کرنے والے عمل کریں گے، اور عمل نہ کرنے والے عمل نہیں کریں گے، مگر اس کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔

افراط اور تفریط سے محفوظ اور اعتدال کا راستہ یہی ہے، اور اس اعتدال کو تساہل قرار دینا ناانصافی پر مبنی ہے۔

شریعت کی تعلیمات کو اپنے درجہ میں رکھ کر تبلیغ کرنا ہی اصل مقصود ہے، ان مطلوبہ درجات میں کمی زیادتی کرنا مذموم ہے، اور غلو وتشدد کرنا جہاں ایک طرف بہت سے لوگوں کے دین سے دور اور متنفر ہونے کا باعث ہے، اسی طرح قرآن وسنت کی رو سے مذموم اور پہلی امتوں کی ہلاکت کا ذریعہ بھی ہے، جس پر بے شمار نصوص شاہد ہیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

فقط وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ۔

محمد رضوان 23/ذوالحجہ/1437ھ 26/ستمبر/2016ء بروز پیر ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

کیا آپ جانتے ہیں؟   مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

امام کو ہلکی نماز پڑھانے کا حکم (دوسری و آخری قسط)

طویل اور لمبی نماز پڑھانے پر ناراضگی کا اظہار

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلاَةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلاَنٌ، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ المَرِيضَ، وَالضَّعِيفَ، وَذَا الحَاجَةِ(صحيح البخاری، رقم الحديث ٩٠)

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہوسکتا ہے کہ میں نماز (جماعت کے ساتھ) نہ پاسکوں، کیونکہ فلاں شخص ہمیں (بہت) طویل نماز پڑھاتا ہے (ابومسعود راوی کہتے ہیں کہ) میں نے نصیحت کرنے میں اس دن سے زیادہ کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ شدید غصہ میں نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم (ایسی سختیاں کر کے لوگوں کو مسجد اور جماعت وغیرہ سے) نفرت دلاتے ہو، پس جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے چاہئے کہ وہ خفیف (یعنی ہلکی) نماز پڑھائے، کیونکہ لوگوں میں مریض، ضعیف اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی لمبی نماز پڑھانے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے، جس کی وجہ سے بعض لوگ مسجد میں آنے یا باجماعت نماز پڑھنے سے متنفر ہوجائیں۔

اور ایسی سخت ناراضگی ظاہر ہے کہ کسی ناپسندیدہ کام میں ہی ہوسکتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

www.idaraghufran.org

ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلاةَ، فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ، قَالَ :فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلاةً خَفِيفَةً، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاذًا، فَقَالَ :إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا، وَنَسْقِي بِنَوَاضِحِنَا، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى بِنَا الْبَارِحَةَ، فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ، فَتَجَوَّزْتُ، فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :يَا مُعَاذُ، أَفَتَّانٌ أَنْتَ - ثَلاثًا -اقْرَأْ :وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَنَحْوَهَا (صحيح البخاری، رقم الحديث ٦١٠٦)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر اپنی قوم کے پاس آ کر ان کو (دوسرے وقت کی) نماز پڑھاتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے (کسی وقت کی) نماز میں سورہ بقرہ پڑھی، تو ایک شخص نے ان سے الگ ہو کر اپنی خفیف (یعنی ہلکی) نماز پڑھی، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا (کہ وہ شخص نماز باجماعت سے الگ ہوگیا تھا، اور اپنی الگ نماز پڑھ کر روانہ ہوگیا تھا) تو انہوں نے فرمایا کہ یہ (شخص جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کی بنا پر) منافق ہے، اس شخص کو جب یہ بات معلوم ہوئی (کہ اسے منافق کہا گیا ہے) تو وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم ایسے لوگ ہیں کہ اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں اور اپنے اونٹوں سے (کھیتی وغیرہ کے لیے) پانی کھینچتے ہیں (اور محنت کرنے کی وجہ سے تھک جاتے ہیں، اور لمبی نماز پڑھنے میں تکلیف محسوس کرتے ہیں) اور معاذ نے گزشتہ رات جو ہم لوگوں کو نماز پڑھائی تو اس میں سورہ بقرہ کی قرائت کی، میں نے (الگ ہوکر) مختصر نماز پڑھ لی، اس پر انہوں نے کہا کہ میں منافق ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت معاذ سے) فرمایا کہ اے معاذ! کیا تم فتنے میں ڈالنے والے ہو، تین مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے (پھر فرمایا کہ) آپ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى یا اس طرح کی سورتیں پڑھا کرو (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

مَـرَّ حَزْمُ بْنُ أَبِى كَعْبِ بْنِ أَبِى الْقَيْنِ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَهُوَ يُصَلِّى صَلَاةَ الْعَتَمَةِ بِـقَـوْمِـهِ، فَـافْتَتَـحَ بِسُورَةٍ طَوِيلَةٍ، وَمَعَ حَزْمٍ نَاضِحٌ لَهُ، فَتَأَخَّرَ فَصَلَّى، فَأَحْسَنَ الـصَّـلَاةَ، ثُـمَّ أَتَـى نَـاضِـحَهُ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، وَقَالَ: يَـا رَسُـولَ الـلَّـهِ إِنَّهُ مِنْ صَالِحِ مَنْ هُوَ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَـكُـونَـنَّ فَتَّـانًا قَالَهَا: ثَـلَاثًـا إِنَّـهُ يَقُومُ وَرَائِكَ الضَّعِيفُ، وَالْكَبِيرُ، وَذُو الْحَاجَةِ، وَالْمَرِيضُ "(كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۴۸۳)

ترجمہ: حضرت حزم بن ابی کعب بن ابی القین، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، جو اپنی قوم کو عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے، انہوں نے نماز میں لمبی سورت پڑھنی شروع کی، اور حضرت حزم کے ساتھ کھیتی کے لیے پانی کھینچنے والا اونٹ تھا، تو انہوں نے جماعت سے علیحدہ ہوکر نماز پڑھی، اوراچھے طریقہ سے نماز پڑھی، پھراپنے اونٹ کے پاس آئے، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اس کی خبر دی، اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! وہ اپنی قوم کے نیک لوگوں میں سے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت معاذ کو) فرمایا کہ آپ فتنہ ڈالنے والے مت بنیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی، اور پھر فرمایا کہ آپ کے پیچھے ضعیف، اور بوڑھے اورضرورت منداور بیمار بھی ہوتے ہیں (بزار)

حضرت حزم بن ابی کعب سے روایت ہے کہ:

أَنَّـهُ أَتَـى مُـعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَهُوَ يُصَلِّى بِقَوْمٍ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِى هَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَـقَـالَ رَسُـولُ الـلَّـهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَـا مُـعَـاذُ لَا تَـكُـنْ فَتَّانًا فَإِنَّهُ يُصَلِّى وَرَائِكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ وَالْمُسَافِرُ (سنن أبى داود، رقم الحديث ۷۹۱)

ترجمہ: وہ معاذ بن جبل کے پاس آئے، اور وہ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے (اور انہوں نے لمبی نماز پڑھائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی) تو رسول اللہ صلی

www.idaraghufran.org

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! آپ فتنہ ڈالنے والے نہ بنیں، کیونکہ آپ کے پیچھے بوڑھے اور ضعیف اور ضرورت منداور مسافر بھی نماز پڑھتے ہیں (ابوداود)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبی نماز پڑھانے کی وجہ سے سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے فتنہ میں ڈالنے والا قرار دیا، کیونکہ اس کی وجہ سے لوگ مسجداور جماعت سے دور ہوتے ہیں، جیسا کہ گزرا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أُبَيٌّ يُصَلِّي بِأَهْلِ قُبَاءَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةً طَوِيلَةً وَدَخَلَ مَعَهُ غُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَمِعَهُ قَدِ اسْتَفْتَحَ بِسُورَةٍ طَوِيلَةٍ، انْفَتَلَ الْغُلَامُ مِنْ صَلَاتِهِ وَكَانَ يُرِيدُ أَنْ يُعَالِجَ نَاضِحًا لَهُ يَسْقِي عَلَيْهِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ لَهُ الْقَوْمُ :إِنَّ فُلَانًا انْفَتَلَ مِنَ الصَّلَاةِ، فَغَضِبَ أُبَيٌّ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو الْغُلَامَ، فَأَتَاهُ الْغُلَامُ يَشْكُوهُ إِلَيْهِ، فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رُئِيَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ :إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَوْجِزُوا، فَإِنَّ خَلْفَكُمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَالْمَرِيضَ وَذَا الْحَاجَةِ

(مسند أبي يعلى، رقم الحديث ١٧٩٨)

ترجمہ: حضرت اُبی،قباء کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے، پس ایک دن انہوں نے لمبی سورت پڑھنی شروع کی،ان کے ساتھ نماز میں انصارقبیلہ کا ایک لڑکا بھی شامل ہوا، جب اس نے یہ دیکھا کہ انہوں نے لمبی سورت شروع کردی ہے،تو وہ لڑکا نماز سے الگ ہوگیا،اوروہ لڑکا کھیتی اور فصل کو پانی دینا چاہتا تھا، پھر جب ابی بن کعب نماز پڑھا کرلوٹے،توان کولوگوں نے بتلایا کہ فلاں لڑکا جماعت کی نماز میں سے الگ ہوگیا تھا،تو حضرت اُبی،غصہ ہوئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لڑکے کی شکایت لے کرآئے،اس لڑکے نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے(لمبی نماز پڑھانے کی)شکایت کی،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم(حضرت اُبی پر) سخت غصہ ہوئے، یہاں تک کہ غصہ کا اثر آپ کے چہرہ میں دیکھا گیا،پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ(نمازاور جماعت سے لوگوں کو) متنفر کرتے ہیں،پس جب تم نماز پڑھاؤ،تو مختصر نماز پڑھاؤ، کیونکہ تمہارے پیچھے کمزوراور بوڑھے اور مریض اور ضرورت

مند (سب قسم کے مقتدی) ہوتے ہیں (ابویعلیٰ)

ملاحظہ فرمایئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبی نماز پڑھانے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا، اور لمبی نماز پڑھنے سے علیٰحدگی اختیار کرنے والے کو تنبیہ نہیں فرمائی، اور امام کو ہر قسم کے مقتدیوں کی رعایت کر کے نماز پڑھانے یعنی ہلکی نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔

نبی ﷺ کا ہلکی ترین اور مکمل نماز پڑھانا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح دوسروں کو امامت کرتے وقت ہلکی نماز پڑھانے کا حکم فرمایا، اسی طرح خود بھی ہلکی نماز پڑھانے کا اہتمام فرمایا۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل لمبی نماز پڑھانے کے بجائے، مختصر اور مکمل نماز پڑھانے کا تھا، جس کا کئی احادیث میں ذکر آیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا صَلَّيْتُ مَعَ أَحَدٍ أَوْجَزَ صَلَاةٍ وَلَا أَكْمَلَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۷۵۹)

ترجمہ: میں نے کسی کے ساتھ بھی کوئی نماز سب سے زیادہ مختصر اور مکمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نہیں پڑھی (ابنِ حبان)

مطلب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جتنی مختصر اور مکمل نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھایا کرتے تھے، ایسی مختصر ومکمل نماز کسی اور کی اقتداء میں پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَشَدَّ النَّاسِ تَخْفِيفًا فِي الصَّلَاةِ

(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۱۴۶۲۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ نماز ہلکی پڑھانے میں شدت اختیار کرتے تھے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی نماز پڑھانے کا بڑی شدت سے اہتمام فرماتے تھے کہ اتنا اہتمام کسی اور کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

www.idaraghufran.org

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخفَّ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامٍ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٤٦٥٥)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ ہلکی اور مکمل نماز پڑھایا کرتے تھے (مسنداحمد)

حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ أَحَدٍ صَلاةً أَخفَّ مِنْ صَلاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَامٍ (كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٤٨٤)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے پیچھے ہلکی ترین اور مکمل نماز نہیں پڑھی (بزار)

حضرت مالک بن عبداللہ خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُصَلِّ خَلْفَ إِمَامٍ كَانَ أَوْجَزَ مِنْهُ صَلَاةً فِي تَمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٢١٩٦١، حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْخَثْعَمِي)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت کی، تو میں نے کسی امام کے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں زیادہ ہلکی اور مکمل رکوع وسجود والی نماز نہیں پڑھی (مسنداحمد)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کے مقابلہ میں سب سے ہلکی اور مکمل نماز پڑھایا کرتے تھے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح کا عمل سنت عمل کا درجہ رکھتا ہے، جس کی امت کو پیروی کرنے کا حکم ہے، جبکہ اس سے پہلے قولی احادیث بھی ذکر کی جاچکی ہیں۔

حضرت ابوواقد کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً بِالنَّاسِ، وَأَطْوَلَ

www.idaraghufran.org

النَّاسِ صَلاةً لِنَفْسِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢١٩٠٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ ہلکی نماز پڑھانے والے اور اپنی ذات کے لیے سب زیادہ لمبی نماز پڑھنے والے تھے (مسند احمد)

مطلب واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو تو سب سے ہلکی پھلکی نماز پڑھایا کرتے تھے، اور خود تنہائی میں اپنی نماز پڑھتے وقت سب سے زیادہ لمبی نماز پڑھا کرتے تھے۔

ائمہ حضرات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرزِ عمل کو اپنانے اور اختیار کرنے کی ضرورت ہے، نہ یہ کہ خود اپنی نماز تو ہلکی پھلکی اور مختصر پڑھی جائے، اور دوسروں کو نماز پڑھاتے وقت نماز کو طویل اور لمبا کیا جائے، یہ طرزِ عمل سنت عمل کے برعکس ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى مَجْلِسِهِمْ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَتَقَدَّمَ إِمَامُهُمْ فَأَطَالَ الصَّلَاةَ وَالْجُلُوسَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ :مَنْ أَمَّنَا مِنْكُمْ فَلْيُتِمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَإِنَّ خَلْفَهُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالْمَرِيضَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَذَا الْحَاجَةِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ تَقَدَّمَ عَدِيٌّ وَأَتَمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَتَجَوَّزَ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ :هَكَذَا كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (المعجم الكبير،للطبراني، رقم الحديث ٢٢٢)

ترجمہ: وہ لوگوں کے پاس گئے، پھر نماز کھڑی ہوگئی، اور ان کا امام آگے بڑھ گیا، جس نے نماز کو لمبا کیا، اور قعدہ کو بھی لمبا کیا، پھر جب امام نے نماز پڑھالی، تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو تم میں سے ہماری امامت کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ رکوع اور سجدہ مکمل کرے (مگر اسی کے ساتھ نماز ہلکی پڑھائے) کیونکہ اس کے پیچھے بچے اور بڑے اور مریض اور مسافر اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، پھر جب دوسری نماز کا وقت آیا، تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ خود آگے بڑھے، اور انہوں نے خود نماز پڑھائی، جس میں رکوع اور سجدہ کو مکمل کیا، اور ہلکی نماز پڑھائی، پھر جب نماز پڑھا کر فارغ ہوگئے، تو فرمایا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اسی طرح کی نماز پڑھا کرتے تھے (طبرانی)

www.idaraghufran.org

مطلب یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجدہ وغیرہ تو مکمل فرماتے تھے کہ رکوع وسجدہ میں مثلاً تین تین مرتبہ تسبیحات پڑھتے تھے،لیکن اس کے باوجود نماز لمبی نہیں پڑھاتے تھے، بلکہ ہلکی پڑھاتے تھے۔

حضرت ابوخالد سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ :أَهٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِكُمْ؟ قَالَ :وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ صَلَاتِي؟ قَالَ :قُلْتُ :أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ :نَعَمْ وَأَوْجَزُ، قَالَ " :وَكَانَ قِيَامُهُ قَدْرَ مَا يَنْزِلُ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْمَنَارَةِ وَيَصِلُ إِلَى الصَّفِّ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۹ ۲ ۴ ۸)

ترجمہ: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اسی طرح کی (ہلکی پھلکی) نماز پڑھایا کرتے تھے؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے شاید میری (ہلکی پھلکی) نماز (پڑھانے) کو ناپسند کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں اسی کے بارے میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مختصر نماز پڑھایا کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اتنی مقدار کا ہوتا تھا، جتنی مقدار میں موذن منارہ سے اتر کر صف تک پہنچ جائے (مسند احمد)

پہلے زمانہ میں مسجد کے اندر کچھ بلند جگہ اذان کے لیے مختص ہوتی تھی، جس کو منارہ کہا جاتا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے وقت اتنا مختصر قیام فرماتے تھے کہ اتنی دیر میں مؤذن منارہ سے اتر کر صف میں شامل ہوجائے، اور بس۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام نمازوں میں بس اتنی دیر قیام کرتے تھے، ظاہر ہے کہ اتنے مختصر وقت میں مسنون قرائت ''حدر'' کے انداز میں جلدی جلدی ہی کی جاسکتی ہے۔

آج کل کی طرح کے بعض روایتی قراء حضرات کی قرائت میں تطویل سے تو قیام غیر معمولی لمبا ہوجاتا ہے، جو کہ سنت کے خلاف ہے۔

حضرت حیان بن ایاس بارقی سے روایت ہے کہ:

قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ إِمَامَنَا يُطِيلُ الصَّلَاةَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ " :رَكْعَتَانِ مِنْ صَلَاةِ

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَفُّ أَوْ مِثْلُ رَكْعَةٍ مِنْ صَلَاةِ هٰذَا (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۵۰۴۴)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہمارے امام نماز کو لمبی کرتے ہیں، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی دو رکعتیں اس (تمہارے امام کی) نماز کی ایک رکعت سے زیادہ ہلکی یا اس کے برابر ہوا کرتی تھیں (مسند احمد)

اور حیان بن ایاس بارقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سمعتُ ابنَ عمر يقول :رَكْعَتان من صَلاة رسولِ الله صلى الله عليه وسلم أخفُّ من ركعةٍ من صَلاتكم (المُعْجَمُ الكَبِير للطبرانی، المُجَلَّدان الثَّالِث عَشَرَ والرابع عشر، رقم الحديث ۱۳۸۴۵)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی دو رکعتیں تمہاری نماز کی ایک رکعت سے زیادہ ہلکی ہوا کرتی تھیں (طبرانی)

معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام کے زمانہ میں بعض ائمہ حضرات جتنی دیر میں ایک رکعت پڑھاتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر میں دو رکعت پڑھا دیا کرتے تھے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، رکوع اور سجدہ وغیرہ بھی مکمل کیا کرتے تھے۔

جب اس زمانے کے بعض ائمہ کی یہ حالت تھی، تو آج کے دور کے متعدد ائمہ کی جو حالت ہے، اور اسی طرح عوام میں دین کی طرف سے جو بے رغبتی ہے، اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

پس امامت میں نماز و قرائت کے اندر تطویل کرنا سنت کے خلاف ہوا۔

بچہ کے رونے کی وجہ سے نماز میں تخفیف کرنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ قول و فعل تو عام حالات میں تھا، اور بعض مخصوص حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتدی کی خاطر نماز کو ہلکی کر دینا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ وَأَنَا

فِي الصَّلَاةِ فَأُخَفِّفُ، مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَتَنَ أُمُّهُ(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۷۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نماز پڑھاتے ہوئے بچے کے رونے کی آواز کو سنتا ہوں، تو میں نماز کو ہلکی کر دیتا ہوں، بچے کی ماں کی (اس کے بچہ کی طرف سے) پریشانی کے خوف سے (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ بُكَاءَ صَبِيٍّ فِي الصَّلَاةِ، فَخَفَّفَ "، فَظَنَنَّا أَنَّهُ خَفَّفَ مِنْ أَجْلِ أُمِّهِ فِي الصَّلَاةِ رَحْمَةً لِلصَّبِيِّ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۱۲۸۷۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھاتے ہوئے بچے کے رونے کی آواز کو سنا، تو آپ نے نماز مختصر کردی، جس سے ہم نے سمجھا کہ آپ نے اس کی ماں کے نماز میں ہونے اور بچے کے لیے رحمت کی وجہ سے نماز کو مختصر کیا (مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَّزَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لِمَ جَوَّزْتَ؟ قَالَ ": سَمِعْتُ بُكَاءَ صَبِيٍّ، فَظَنَنْتُ أَنَّ أُمَّهُ مَعَنَا تُصَلِّي، فَأَرَدْتُ أَنْ أُفْرِغَ لَهُ أُمَّهُ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ۱۳۷۰۱)

ترجمہ: ایک دن فجر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تخفیف واختصار کیا، پھر آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اتنا اختصار کیوں کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بچے کے رونے کی آواز سنی، جس سے میں نے گمان کیا کہ اس کی ماں ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہی ہے، تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس بچہ کے لیے اس کی ماں کو جلدی فارغ کردوں (مسند احمد)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث درجِ ذیل الفاظ میں مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكُونُ فِي الصَّلَاةِ، فَيَقْرَأُ بِسُورَةٍ

خَفِيفَةً مِنْ أَجْلِ الْمَرْأَةِ وَبُكَاءِ الصَّبِيِّ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ١٢٥٤٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے، پھر ہلکی (یعنی چھوٹی) سورت کی قرائت کیا کرتے تھے، عورت اور بچہ کے رونے کی وجہ سے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ صَبِيٍّ فِي الصَّلَاةِ، فَخَفَّفَ الصَّلَاةَ

(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٩٥٨١)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ایک بچہ (کے رونے) کی آواز کو سنا، تو نماز کو ہلکی کر دیا (مسند احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں خواتین بھی نماز پڑھنے کے لیے حاضر ہوا کرتی تھیں، جس میں کئی حکمتیں تھیں، اور بعض خواتین کے ساتھ ان کے بچے بھی ہوتے تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے، تو بچہ اور ماں کو ذہنی تکلیف سے بچانے کی خاطر نماز کو مختصر فرما دیا کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں فقہائے کرام کے اقوال

مذکورہ اور اس جیسی دوسری کثیر احادیث وروایات کے پیشِ نظر اس بات پر تو امت کا اجماع ہے کہ امام کو ہلکی پھلکی نماز پڑھانے کا حکم ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ فرائض واجبات اور سنن کو اعتدال کے ساتھ ادا کرے، اور اکمل وافضل درجہ کو اختیار نہ کرے، مثلاً عام حالات میں رکوع وسجدہ میں تین تین مرتبہ تسبیحات کہنے پر اکتفاء کرے۔

لیکن اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف واقع ہوا ہے کہ احادیث میں امام کو جو ہلکی نماز پڑھانے کا حکم آیا ہے، یہ حکم واجب درجہ کا ہے یا مستحب درجہ کا؟

اکثر فقہائے کرام رحمہم اللہ نے عام حالات میں اس کو مستحب درجہ کے حکم پر محمول کیا ہے۔

تاہم بعض حضرات مثلاً ابن عبدالبر، ابن بطال اور ابنِ حزم وغیرہ رحمہم اللہ کے نزدیک امام کو عام حالات میں ہلکی نماز پڑھانے کا حکم واجب درجہ کا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے، اور خلاف ورزی کرنے والوں پر ناراضگی وبرہمی کا اظہار فرمایا ہے، لہٰذا ان حضرات کے نزدیک اس کی

www.idaraghufran.org

خلاف ورزی گناہ میں داخل ہے۔

اور ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ امام کی طرف سے نماز کو لمبی کرنے کے درجات اور اس پر مرتب ہونے والے اثرات مختلف ہوسکتے ہیں، مثلاً یہ بات ممکن ہے کہ ایک امام بہت زیادہ لمبی نماز پڑھائے، جس میں غلو سے کام لے، اور اس کی وجہ سے لوگ جماعت کی نماز سے متنفر ہوں، اس طرح کی صورت میں لمبی نماز پڑھانا گناہ میں داخل ہوگا، اور تھوڑی بہت تطویل کرنا، جس پر اس طرح کے اثرات مرتب نہ ہوں، وہ مستحب واولیٰ درجہ کے خلاف ہوگا۔

موجودہ حالت پر ایک نظر

افسوس کہ موجودہ دور میں بہت سے ائمہ کرام کو نماز پڑھانے میں اختصار وتخفیف کا لحاظ وخیال ہی نہیں رہا، بلکہ بعض کو تو شریعت کے اس اہم حکم کا علم بھی نہیں کہ امام کو ہلکی اور خفیف نماز پڑھانے کا حکم ہے، اس لیے وہ زیادہ اجر وثواب حاصل کرنے کی خاطر لمبی نماز پڑھاتے ہیں، جبکہ بعض صرف ریاکاری اور تکلف وتصنع کے طور پر ایسا کرتے ہیں، چنانچہ بعض قراء حضرات جو شاید تنہائی اور خلوت میں سنت ونوافل کا بھی اہتمام کم ہی کرتے ہوں، وہ امامت کے دوران قرائت کرتے وقت بعض مستحب اور اس سے بڑھ کر مباح و جائز قرائت کے ان قواعد کی بھی رعایت بلکہ ان کا اہتمام کرتے ہیں کہ جن کی وجہ سے قرائت میں طوالت پیدا ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات طوالت، کراہت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے، جبکہ امامت کرتے وقت قرائت کی رفتار کو ''حدر'' کے انداز میں تیز کرکے مسنون قرائت بہت کم وقت میں پوری کی جاسکتی ہے۔

لیکن ایسا کرنے کی صورت میں شاید ان کو قاری صاحب کے عنوان سے حاصل ہونے والے القاب کے چلے جانے یا تقوے کے متاثر ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، یا اسی طرح کی کوئی اور وجہ ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب وہ تنہائی میں اپنی نماز پڑھتے ہیں، بلکہ سراً قرائت کی جانے والے نماز میں امامت کرتے ہیں، تو مکمل رکعت کی قرائت (یعنی سورہ فاتحہ اور سورت سب) سے اتنی جلدی فراغت حاصل کرکے رکوع میں چلے جاتے ہیں کہ اتنی دیر میں جہری نمازوں میں شاید وہ سورہ فاتحہ بھی مکمل نہ کرسکیں، جہری وسری اور جلوت وخلوت میں اس فرق سے اخلاص کی کمی کا خطرہ ہے۔

جبکہ آج کل متعدد قراء کا طرزِ عمل یہ ہے کہ ان کا جب قرائت کرتے ہوئے کسی بھی جگہ سانس ٹوٹ جاتا ہے، اور وہ آیت کے درمیان کا حصہ ہوتا ہے، تو وہ قرائت کو دوبارہ پیچھے سے شروع کرتے ہیں، جبکہ پیچھے

جہاں سے دوبارہ پڑھا، وہاں سے اگلے جملہ کا ربط و تعلق نہیں ہوتا، بلکہ گزشتہ جملہ کا تعلق ہوتا ہے، اور جہاں سانس ٹوٹا تھا، وہاں مضمون مکمل ہو چکا ہوتا ہے، اور نہ بھی ہوا ہو، تب بھی انسان اپنی وسعت وقدرت کا مکلّف ہے، اسے اس چیز میں تکلف کرنے کے کیا معنیٰ؟

امامت کے وقت بار بار قصداً وعمداً یا کسی جگہ غیر اختیاری طور پر سانس ٹوٹ جانے کی صورت میں پیچھے سے قرائت کا تکرار خود قرائت کے اصولوں سے ہم آہنگ نہ ہونے کے ساتھ ساتھ نماز وقرائت میں تطویل اور مقتدیوں کی باجماعت نماز سے منافرت کا بھی باعث ہے۔

آج کل فقہ وتفقہ سے محروم متعدد ائمہ وقراء حضرات کی طرف سے نماز پڑھانے میں اس طرح کی تطویل اور غلو کی وجہ سے عوام کا ایک بڑا طبقہ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے لیے آنے سے محروم رہتا ہے، وہ یا تو مسجد میں سرے سے آتا ہی نہیں، اور آتا بھی ہے، تو جماعت ختم ہونے کے بعد یا پھر جبکہ امام سلام پھیرنے والا ہو، اس وقت تنہا اپنی نماز پڑھنے کے لیے آتا ہے، ائمہ کرام کو اس طرزِ عمل کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو ملحوظ رکھنے اور امت پر تخفیف اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط19 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کا شیخِ مدین کی بات کو تسلیم کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیخِ مدین کی اس شرط کو قبول کرلیا اور فرمایا کہ مجھے یہ فیصلہ منظور ہے، لیکن مجھے یہ اختیار ہوگا کہ خواہ دس سال پورے کروں یا آٹھ سال کے بعد چھوڑ دوں، اور اپنے وطن واپس چلا جاؤں، آٹھ سال کے بعد آپ کا کوئی حقِ اجرت مجھ پر لازم نہیں، ہم اللہ تعالیٰ کو اپنے اس معاملہ پر گواہ کرتے ہیں اسی کی کارسازی کافی ہے۔

قرآن مجید کی سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ ذٰلِکَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ (سورۃ القصص، رقم الآیۃ ۲۸)

یعنی ’’حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ (معاہدہ) ہے میرے درمیان اور آپ کے درمیان، جونسی (مدت) دونوں مدتوں میں سے میں پوری کروں تو کوئی زیادتی نہیں ہوگی مجھ پر، اور اللہ اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں گواہ ہے‘‘

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام، شیخ مدین کے گھر میں رہے، اور اکثر مفسرین حضرات کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیخ مدین کے گھر میں دس سال گزارے۔

چنانچہ حضرت سالم افطس سے روایت ہے کہ:

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، قَالَ: سَأَلَنِیْ یَھُوْدِیٌّ مِنْ أَھْلِ الْحِیْرَۃِ أَیَّ الْأَجَلَیْنِ قَضَی مُوْسَی، قُلْتُ: لَا أَدْرِی، حَتّٰی أَقْدَمَ عَلٰی حَبْرِ الْعَرَبِ فَأَسْأَلَهٗ، فَقَدِمْتُ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: قَضٰی أَكْثَرَهُمَا، وَأَطْيَبَهُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فَعَلَ (بخاری، رقم الحدیث ۲۶۸۴)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ مجھ سے یہودیوں نے سوال کیا کہ حضرت موسیٰ نے آٹھ سال پورے کئے تھے یادس سال؟ تو میں نے کہا کہ مجھے خبرنہیں پھر میں عرب کے بہت بڑے عالم حضرت ابن عباس کے پاس گیااوران سے یہی سوال کیاتو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں میں جوزیادہ اور پاک مدت تھی ،وہی آپ نے پوری کی یعنی دس سال، اللہ کے رسول جوکہتے ہیں پورا کرتے ہیں (بخاری)

یہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہےاور بظاہر یہ ان کا اجتہاد ہے۔

حافظ ابنِ کثیر نے اس مفہوم کی متعدد روایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل کی ہیں،مگر سند کے لحاظ سے سب میں کلام ہے،اگر چہ ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ [1]

[1] وقال البخاری......عن سعید بن جبیر قال: سألنی یهودی من أهل الحیرة...... هكذا رواه البخاری وهكذا رواه حكیم بن جبیر وغیره عن سعید بن جبیر، ووقع فی حدیث الفتون من روایة القاسم بن أبی أیوب عن سعید بن جبیر: أن الذی سأله رجل من أهل النصرانیة والأول أشبه، والله أعلم، وقد روی من حدیث ابن عباس مرفوعا .قال ابن جریر...... عن عكرمة، عن ابن عباس أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: سألت جبریل: أی الأجلین قضی موسی؟ قال: أتمهما وأكملهما ورواه ابن أبی حاتم عن أبیه عن الحمیدی عن سفیان وهو ابن عیینة: حدثنی إبراهیم بن یحیی بن أبی یعقوب وكان من أسنانی أو أصغر منی فذكره .وفی إسناده قلب، وإبراهیم هذا لیس بمعروف.ورواه البزار عن أحمد بن أبان القرشی عن سفیان بن عیینة عن إبراهیم بن أعین عن الحكم بن أبان عن عكرمة، عن ابن عباس عن النبی فذكره، ثم قال: لا نعرفه مرفوعا عن ابن عباس إلا من هذا الوجه......[طریق أخری مرسلة أیضا] قال ابن جریر ...... سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم: أی الأجلین قضی موسی؟ قال:أوفاهما وأتمهما فهذه طرق متعاضدة......ثم قد روی هذا مرفوعا من روایة أبی ذر رضی الله عنه .قال الحافظ أبو بكر البزار:......عن أبی ذر رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم سئل: أی الأجلین قضی موسی؟......ثم قال البزار: لا نعلم یروی عن أبی ذر إلا بهذا الإسناد .وقد رواه ابن أبی حاتم من حدیث عوید بن أبی عمران، وهو ضعیف.

ثم قد روی أیضا نحوه من حدیث عتبة بن الندر بزیادة غریبة جدا، فقال أبو بكر البزار:...... إن رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل: أی الأجلین قضی موسی؟ قال: أبرهما وأوفاهما ......وقد رواه ابن أبی حاتم بأبسط من هذا فقال...... عن علی بن رباح اللخمی قال: سمعت عتبة بن الندر السلمی صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم یحدث أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إن موسی علیه السلام آجر نفسه بعفة فرجه وطعمة بطنه، فلما وفی الأجل قیل: یا رسول الله أی الأجلین؟– قال: أبرهما وأوفاهما......

وقد روی ابن جریرمن كلام أنس بن مالك موقوفا علیه ما یقارب بعضه بإسناد جید،فقال: حدثنا محمد بن المثنی، حدثنا معاذ بن هشام، حدثنا أبی، حدثنا قتادة، حدثنا أنس بن مالك رضی الله عنه، قال: لما دعا نبی الله موسی علیه السلام صاحبه إلی الأجل الذی كان بینهما، قال له صاحبه: كل شاة ولدت علی غیر لونها،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حافظ ابن کثیر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ’’ فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ ‘‘ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ مدت پوری کی تھی جو زیادہ کامل تھی اور جس میں ان کے سسر کے ساتھ زیادہ حسنِ سلوک پایا جاتا تھا، کیونکہ ’’الاجل‘‘ میں الف لام کا معنیٰ کامل مدت ہے اور وہ مدت دس سال ہی ہے۔[1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ’’حدیثِ فتون‘‘ میں بھی شیخِ مدین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان معاہدہ کا ذکر آیا ہے۔[2] (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فلک ولدها، فعمد موسى فرفع حبالا على الماء، فلما رأت الخيال فزعت، فجالت جولة، فولدن كلهن بلقا إلا شاة واحدة، فذهب بأولادهن كلهن ذلك العام(تفسير ابنِ كثير، ج٦ص٢٠٧ الیٰ ٢١٠، سورة القصص، ملخصاً)

[1] جیسا کہ قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى(سورة البقرة، رقم الآية ٢٠٣)

یعنی ’’پھر جو دو دنوں میں جلد چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، اس شخص کے لیے جو ڈرے‘‘

ظاہر ہے جو شخص ایام تشریق کا تیسرا دن بھی پورا کرے وہ زیادہ کامل ہے۔

وقوله تعالى إخبارا عن موسى عليه السلام قال ذلك بيني وبينك أيما الأجلين قضيت فلا عدوان على والله على ما نقول وكيل يقول: إن موسى قال لصهره: الأمر على ما قلت من أنك استأجرتني على ثمان سنين، فإن أتممت عشرا فمن عندى فأنا متى فعلت أقلهما فقد برئت من العهد وخرجت من الشرط، ولهذا قال أيما الأجلين قضيت فلا عدوان على أى فلا حرج على، مع أن الكامل وإن كان مباحا لكنه فاضل من جهة أخرى بدليل من خارج، كما قال تعالى: فمن تعجل فى يومين فلا إثم عليه ومن تأخر فلا إثم عليه(تفسير ابنِ كثير، ج٦ص٢٠٧، سورة القصص)

[2] فقال له :هل لك (أن أنكحك إحدى ابنتى هاتين على أن تأجرنى ثمانى حجج فإن أتممت عشرا فمن عندك وما أريد أن أشق عليك ستجدنى إن شاء الله من الصالحين)ففعل فكانت على نبى الله موسى صلى الله عليه وسلم ثمان سنين واجبة، وكانت سنتان عدته منه، فقضى الله عنه عدته فأتمها عشرا.قال سعيد :فلقينى رجل من أهل النصرانية من علمائهم، فقال :هل تدرى أى الأجلين قضى موسى؟ قلت :لا، وأنا يومئذ لا أدرى، فلقيت ابن عباس فذكرت ذلك له، فقال :أما علمت أن ثمانيا كان على موسى واجبة ولم يكن نبى الله لينقص منها شيئا ويعلم أن الله قاض عن موسى عدته التى وعد، فإنه قضى عشر سنين، فلقيت النصرانى فأخبرته ذلك، فقال :الذى سألته فأخبرك أعلم منك بذلك، قال :قلت أجل، وأولى(مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ٢٦١٨)

قال الهيثمى:رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير أصبغ بن زيد والقاسم بن أبى أيوب وهما ثقتان(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١١٦٦)

وقال حسين سليم اسد الدارانى:رجاله ثقات(حاشية مسند ابى يعلىٰ)

www.idaraghufran.org

طب و صحت

مفتی محمد رضوان

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط11)

سیلانُ الرحم یا لیکوریا (Likoria)

خواتین کو بعض اوقات عام جسمانی کمزوری، ناقص غذاؤں کے استعمال، دائمی قبض، بدہضمی، ذہنی پریشانی، اور فاسد خیالات، یا حمل کے دوران بے احتیاطی وغیرہ کی وجہ سے پیشاب کے راستہ سے سفید زردی مائل رطوبت خارج ہوتی ہے، اس کو سیلانُ الرحم یا لیکوریا کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے کمر وغیرہ میں درد ہوتا ہے، طبیعت میں سستی، کاہلی واقع ہوتی ہے، اور بھی کئی قسم کی شکایتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔

اس بیماری میں مغز تخم تمر ہندی اور چینی ہم وزن ملا کر سفوف بنائیں، اور دو گرام روزانہ صبح وشام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ اس کے علاوہ آملہ خشک اور ملٹھی دونوں کو ہم وزن لے کر باریک کوٹ چھان لیں، اور تین گنا شہد ملا کر روزانہ صبح وشام چھ چھ ماشہ کھا کر دودھ پئیں۔

اس بیماری کے دوران ثقیل، بادی، کھٹی اور گرم غذاؤں سے پرہیز کریں، گرم مصالحہ جات، بڑے گوشت، چائے، کافی، تمباکو نوشی وغیرہ سے بھی پرہیز کریں، اور اپنے آپ کو فحش و بے حیائی کے افکار وخیالات اور چیزوں سے بچا کر رکھیں۔

حیض کی زیادتی یا استحاضہ (Bleeding)

بعض عورتوں کو مخصوص ایام میں حیض کا بہت زیادہ خون آتا ہے، بعض اوقات مخصوص عادت سے زیادہ اور عادت سے ہٹ کر بھی خون آنا شروع ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے کمزوری اور کئی قسم کی تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں۔

ایسی صورت میں انار کے خشک چھلکے کو لے کر بقدرِ ضرورت شکر یا چینی شامل کرکے سفوف بنائیں، اور تین گرام دن میں دو دو مرتبہ شربتِ انجبار یا پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔

ملتانی مٹی (یعنی گاچی) ایک تولہ کوٹ کر رات کو پاؤ بھر پانی میں گھول کر رکھیں، اور صبح کو اس کے اوپر کا نتھرا ہوا صاف پانی لے کر پئیں، یہ نسخہ بھی مذکورہ بیماری میں مفید ہے۔

حیض کی بندش (Menopause)

بڑھاپے سے پہلے عورت کے صحت مند ہونے کے لئے معمول کے مطابق حیض کی آمد ضروری ہے، لیکن

www.idaraghufran.org

بعض عورتوں کو کسی بیماری سے حیض آنے کی عمر ہونے کے باوجود معمول کے مطابق حیض کی آمد بند ہوجاتی ہے، جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ اگر کسی وقت حیض نہ آئے، تو زیرہ سفید چھ گرام اور دیسی اجوائن تین گرام کو ایک کپ پانی میں جوش دے کر نیم گرم صبح اور شام استعمال کریں، اس کے چندروز استعمال کرنے کے بعد حیض جاری ہوجاتا ہے۔ باؤبڑنگ چھ ماشہ، اور سونٹھ تین ماشہ اور گڑ دو تولہ لے کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں، یہاں تک کہ پانی کی تہائی مقدار رہ جائے، پھر اس کو چھان کر پئیں، اس کے چند دن کے استعمال سے بھی حیض کی آمد شروع ہوجاتی ہے۔ ہالوں (Garden cress) سوئے (Dill) اور تخمِ گاجر (یعنی گاجر کے بیج) کا قہوہ پینا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

پستان کا بڑا ہونا (Hypertrophy of Breast)

بعض عورتوں کے پستان بڑے ہوجاتے ہیں اور نیچے کو لٹک جاتے ہیں، جس کی وجہ سے عورت کی ہیئت بھدی ہوجاتی ہے۔ پستانوں کے بڑے ہونے یا لٹکنے کا سبب یا تو خون کے دوران کی زیادتی ہوتی ہے، یا سینہ اور جسم پر چربی کا چڑھنا ہوتی ہے، پستانوں کو کھینچنے، دبانے، مَلنے اور چھیڑ چھاڑ کرنے یا چھونے سے بھی یہ عارضہ لاحق ہوجاتا ہے، بعض اوقات بلغم پیدا کرنے والی، ثقیل وبادی اشیاء کا زیادہ استعمال کرنا بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہری سبب کو معلوم کرکے اس کا علاج کرنا چاہئے، چولی وغیرہ پہن کر پستان کو اوپر سہارا دے کر رکھنا چاہئے، مگر اتنی تنگ چیز پہننا طبی اعتبار سے نقصان دہ ہے، جس کی وجہ سے خون کا دوران رُک جائے، یا کمزور پڑ جائے۔

اس بیماری سے حفاظت کے لئے ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذاؤں کا زیادہ استعمال کرنا چاہئے، بھوک سے کچھ کم مقدار میں کھانا کھانا چاہئے۔ مولسری خام کو پانی میں پیس کر پستانوں پر آٹھ دس دن تک لیپ کرنے سے پستان سکڑ کر چھوٹے ہوجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لیموں کا رَس اور سرکہ کا استعمال اور لیپ کرنا بھی مفید ہے۔

اندامِ نہانی کی خارش (Uteritis)

بعض خواتین کو اندامِ نہانی یعنی پیشاب والی جگہ میں خارش ہوجاتی ہے، اور کبھی یہ خارش بہت بڑھ جاتی ہے، اس شکایت سے بچنے کے لئے چند دن نمک، مرچ، گرم مصالحہ اور گڑ شکر اور تلی ہوئی چیزوں کا استعمال بہت کم کردینا چاہئے، اندامِ نہانی کو روزانہ گرم پانی سے دھونا چاہئے، اور اس کے بعد کافور کو عرقِ گلاب میں حل کرکے متاثرہ خارش والے مقام پر لگانا چاہئے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......یکم/8/15/22/شعبان،متعلقہ مساجد میں جمعہ کے وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔

□......3/10/17/24/شعبان ،بروز اتوار،حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجالس منعقد ہوتی رہیں،ان تاریخوں میں بعدظہر قرآنی شعبہ میں بزمِ ادب بھی منعقد ہوتی رہی۔

□......25/رجب،منگل،شب کو بندہ محمد امجد مع اہلِ خانہ کراچی کے سفر پرروانہ ہوا۔

□......26/رجب،بدھ،بندہ امجد کے برادرِ نسبتی قاری حسین احمد مدنی صاحب مرحوم ایک حادثہ کے نتیجہ میں انتقال فرما گئے،اللہ مغفرت فرمائے،پسماندگان کو اجر اور صبر دے۔

□......3/شعبان،اتوار،شعبہ ناظرہ وشعبہ کتب بنین وبنات کی جماعتوں کے سالانہ امتحانات ہوئے۔

□......3/شعبان،اتوار،دن بارہ بجے،حضرت مدیر صاحب،شعبہ حفظ کے طالب علم آفاق احمد کے حفظِ قرآن کی تکمیل کے سلسلے میں تقریب میں شرکت کے لیےان کے گھر تشریف لے گئے،جہاں آپ نے بیان نے فرمایا۔

□......3/شعبان، اتوار، بعدعصر،مولانا مفتی انور اوکاڑوی صاحب زیدمجدہٗ (جامعہ خیر المدارس، ملتان) ادارہ تشریف لائے،حضرت مدیر صاحب سے ملاقات فرمائی، ماحضر تناول فرمایا،مولانا محمد انصر باجوہ صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

□......6/شعبان بدھ شعبہ حفظ کا سالانہ امتحان ہوا۔

□......7/شعبان،جمعرات،شعبہ تعلیم میں تعطیل رہی۔

□......9/شعبان ہفتہ حکیم قاری محمد اقبال صاحب ٹیچ بھاٹہ، دارالافتاء میں تشریف لائے، مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی،احباب دارالافتاء کے ساتھ مفید ومعلوماتی طبی مجلس ہوئی۔

□......10/شعبان اتوار بعد مغرب یومِ والدین کا جلسہ ہوا،مولانا محمد ریحان صاحب کا اصلاحی بیان ہوا،اور نتائجِ امتحانات سنائے گئے۔

□......19/شعبان بعدعشاء جناب شعیب احمد صاحب (فوم سنٹر والے) نے عشائیہ کا اہتمام کیا تھا،ادارہ کے احباب اور چند دیگر احباب شریک تھے۔

□......15/شعبان جمعہ مولانا طارق محمود صاحب چند یوم کی رخصت پر مع اہلِ خانہ اپنے علاقہ تشریف لے گئے،

www.idaraghufran.org

19شعبان،منگل کے دن شام کوواپسی ہوئی۔

□......16/شعبان مفتی محمد یونس صاحب اپنے علاقہ غریب وال ایک یوم کے لیےتشریف لے گئے۔

□......ادارہ غفران کے زیرِ انتظام تعمیرِ پاکستان سکول میں 28/اپریل (یکم/شعبان) بروز جمعہ جونیئر سکول میں انگلش ریڈنگ کا مقابلہ ہوا، کامیاب ہونے والے طلبہ/طالبات کومیڈلز دیے گئے۔

□......6/مئی (9/شعبان) بروز ہفتہ اساتذہ اور والدین کے مابین میٹنگ ہوئی،جس میں طلبہ کے والدین کو اول وسط مدتی امتحانات(1st Mid term exams) کا سلیبس اور ڈیٹ شیٹ دی گئی۔

اسی دن پرنسپل صاحب نے معلمات سے ماہِ شعبان اور رمضانُ المبارک کے فضائل پر مختصر خطاب کیا۔

□......15/مئی (18/شعبان) سے اول وسط مدتی امتحانات کا آغاز ہوا، جو24/مئی (27/شعبان) تک جاری رہے، 25/مئی کوامتحانات کے نتائج اور گرمیوں کی چھٹیوں کا کام دیا گیا، اور 26/مئی (29/شعبان) سے طلبہ کوگرمیوں کی چھٹیاں دے دی گئیں۔

Awami Poultry

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات،حادثات وتغیرات

21/اپریل/2017ء/23/رجب/1438ھ:پاکستان:پاناما کیس وزیرِاعظم نااہل ہونے سے بچ گئے،سپریم کورٹ کے 13سوال،مزید تحقیقات کا حکم،سات روز میں نیب،ایف آئی اے،اسٹیٹ بینک،ایس ای سی پی،ایم آئی،اورآئی ایس آئی پر مشتمل جی آئی ٹی بنانے کا حکم،60روز میں کام مکمل کرنے کا فیصلہ 22/اپریل:پاکستان:سابق چیف آف آرمی سٹاف راحیل شریف کواسلامی فوجی اتحادکی سربراہی کے لیے این اوسی جاری،فیملی سمیت سعودی عرب روانہ 23/اپریل:پاکستان:کراچی،رینجرز اختیارات میں 90روز کی توسیع،پولیس کی استعدادکار بھی بڑھانے کا فیصلہ 24/اپریل:پاکستان:ملک بھر میں 100ملین درخت لگانے کا فیصلہ،منصوبے کا آغاز وزیرِاعظم کی ہدایت پرگرین پاکستان پروگرام کے تحت کیا گیا،وزارت موسمیاتی تبدیلی 25/اپریل:پاکستان:رمضان پیکج کے دوسرے مرحلے کا آغاز،یوٹیلٹی اسٹورز پر 450 اشیاء کی قیمتیں کم ہوگئیں،نوٹیفکیشن جاری،رعایت رمضان کے آخر تک جاری رہے گی 26/اپریل: پاکستان:سی پیک،چین شاہراہِ ریشم کی تعمیر پرایک ارب ڈالرکی سرمایہ کاری کرے گا 27/اپریل:پاکستان: نیپرا نے بجلی 3.35روپے سستی کرنے کی منظوری دے دی 28/اپریل:مقبوضہ کشمیر:کپواڑہ میں بھارتی فوجی کیمپ پرحملہ،کیپٹن سمیت5اہلکار ہلاک،5شدید زخمی 29/اپریل:پاکستان:2سیٹر جے ایف 17 تھنڈرکی چین میں کامیاب آزمائشی پرواز 30/اپریل:پاکستان:گرمی کی شدت میں اضافہ،ملک میں بجلی کا شارٹ فال2867میگاواٹ کی سطح پرآ گیا یکم/مئی:پاکستان:پیٹرولیم قیمتیں برقرار رکھنے کا اعلان 2 /مئی:پاکستان:عمرہ کی سعادت حاصل کرنے والے ممالک میں پاکستان سرفہرست،دیگرممالک میں انڈونیشیا دوسرے،بھارت تیسرے اورمصر چوتھے نمبر ہے،سعودی وزارتِ حج 3/مئی:پاکستان:پیٹرول اورڈیزل پر سیلز ٹیکس میں مزید اضافہ،ایف بی آرنے4سے ساڑھے چار فیصد اضافے کا نوٹیفکیشن جاری کردیا 4/مئی: بھارت:ہندوانتہا پسندوں کی دھمکیاں،50طلبہ اوراساتذہ کی پاکستان واپسی،طلبہ اوراساتذہ ایکسچینج پروگرام کے تحت یکم مئی کو بھارت پہنچے تھے،میزبانوں کوبھی دھمکیاں،انتہائی سخت سیکورٹی میں پہلے امرتسراورپھر پاکستان بھیج دیا 5/مئی:پاکستان:قائمہ کمیٹی،اسکولوں میں قرآن کی تعلیم کا بل متفقہ منظور،قرآن ناظرہ اورترجمہ کے ساتھ پڑھایا جائے گا ☎ قائمہ کمیٹی اجلاس،حجاج کومعیاری کھانا ملے گا،ڈبل میٹرس،ایئرکولر،ٹرین اوراے سی بسوں کا انتظام ہوگا،سیکرٹری مذہبی امور 6/مئی:پاکستان:افغان فورسز کا چمن پرحملہ،خواتین اور بچوں سمیت

www.idaraghufran.org

11شہید50زخمی، افغان ناظم الامور کی دفتر خارجہ طلبی، شدید احتجاج، ملوث افراد کے خلاف کاروائی کا مطالبہ، جوابی کاروائی میں 50کے قریب حملہ آور فوجی ہلاک، متعدد چوکیاں تباہ، پاک افغان بارڈر بند ☜ 7/مئی: پاکستان: چمن بارڈر پر صورتحال بدستور کشیدہ، پاک افغان تجارت معطل، شہری زندگی مفلوج، فوج کا گشت، فضائیہ بھی الرٹ، ہیلی کاپٹروں سے سرحدی نگرانی ☜ 8/مئی: پاکستان: ایرانی فوج کے ہاتھوں گرفتار 56پاکستانی لیویز کے حوالے ☜ 9/مئی: پاکستان: حکومت کا پاؤڈر کے دودھ پر 10سے15فیصد ڈیوٹی لگانے پر غور ☜ 10/مئی: پاکستان: افغان مریضوں کے لیے چمن بارڈر کھولنے کا اعلان، مردم شماری بدستور معطل ☜ 11/مئی: امریکا: مسلمانوں کے خلاف متعصّبانہ واقعات میں 57فیصد اضافہ، گزشتہ سال نفرت اور امتیاز کے 2ہزار سے زاید واقعات ریکارڈ ہوئے، امریکی میڈیا ☜ 12/مئی: پاکستان: کنٹرول لائن، بھارتی فوج کی شہری آبادی پر گولا باری، نوجوان شہید خواتین سمیت 9زخمی، پاکی فوج کی جوابی کاروائی پر دشمن پسپا ہونے پر مجبور ☜ 13/مئی: پاکستان: مستونگ میں ڈپٹی چیئرمین سینیٹ کی گاڑی کے قریب دھماکہ، 27شہید، مولانا عبدالغفور حیدری بال بال بچ گئے، 37زخمی، شہداء میں ڈائریکٹر اسٹاف سینیٹ افتخار مغل بھی شامل ☜ 14/مئی: پاکستان: زرمبادل ذخائر گھٹ کر 21ارب 48کروڑ ڈالر کی سطح پر آ گئے، گزشتہ ہفتہ بھی مجموعی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی واقع ہوئی تھی، مرکزی بینک ☜ 15/مئی: پاکستان: ریلوے نے اپریل میں ساڑھے 3ہزار بلین روپے کما لیے، مسافروں سے کرایوں کی مد میں 18سو46ملین، مال برداری سے 1386ملین ملے، گزشتہ سال 36.5ارب، رواں سال 40ارب تک کمائے گئے، ترجمان ☜ 16/مئی: پاکستان: دوسرا مرحلہ، خانہ شماری کے بعد مردم شماری کا عمل شروع، ملک بھر کے اضلاع میں مردم شماری کا عمل 24مئی کو مکمل ہوگا ☜ 17/مئی: پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس، 1ارب 60کروڑ کا رمضان پیکج منظور، آغاز 22مئی سے ہوگا ☜ 18/مئی: پاکستان: قومی اسمبلی، نیشنل سکول آف پبلک پالیسی ترمیمی بل منظور، ایوانِ زیریں نے بحری بیمہ بل 2017بھی اتفاق رائے سے منظور کرلیا ☜ 19/مئی: پاکستان: الیکشن کمیشن 5لاکھ 86ہزار افراد کی انتخابی تربیت کا فیصلہ، ضمنی انتخابات میں ای ووٹنگ کے تجربہ کا بھی فیصلہ ☜ 20/مئی: پاکستان: تاریخ ساز ترقیاتی بجٹ منظور، سالانہ ترقیاتی بجٹ 26فیصد اضافہ سے 21کھرب 13ارب مقرر، وفاق کا ترقیاتی پروگرام 1001ارب، صوبوں کا 1112ارب روپے کرنے کی منظوری، توانائی کے لیے 404سی پیک کے لیے 180ارب مختص، ترقی کا ہدف 6فیصد مقرر۔

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھنٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔ فون 0333-5187568

www.idaraghufran.org

فقہ المعاملات کو اپنی محنت کا میدان بنائیے

''نافع'' میں مفتیانِ کرام کی ضرورت

''نافع'' کا تعارف

☆ ''نافع'' پچھلے نو سال سے شعبہ معاملات میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے سرگرم عمل ہے۔

☆ ''نافع'' کی نظریاتی بنیادوں اور طریقہ کار کو پاک و ہند کے نامور علماء اور مفتی حضرات کی تائید حاصل ہے۔

☆ ''نافع'' ۵۰ سے زائد اداروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔

☆ ''نافع'' سے تربیت حاصل کرنے والے تجربہ کار مفتی حضرات متعدد کمپنیوں میں شریعہ کمپلائنس کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

نافع میں شمولیت سے آپ مندرجہ ذیل فوائد حاصل کر سکتے ہیں

☆ کاروباری اداروں اور تجارتی مراکز تک رسائی کے ذریعہ فقہ الواقع کا علم اور فقہ الشرع کی عملی تطبیق۔

☆ مختلف قسم کے کاروباری اداروں کے شرعی تجزیہ (Shariah Analysis) کے ذریعہ مارکیٹ کے عرف سے روشنائی اور خود اعتمادی میں اضافہ۔

☆ کارپوریٹ سیکٹر میں مطلوبہ صلاحیتوں (Skills) کا ماہرین فنون کی سرپرستی میں حصول مثلاً اکاؤنٹس، کمپیوٹر، کارپوریٹ لاء، منیجمنٹ اسکلز وغیرہ۔

☆ معاملات میں معاصر عرب علماء کی فقہی تحقیق سے استفادہ کی سہولت اور علمی ترقی۔

مستقبل میں کاروباری اداروں میں بحیثیت شرعی مشیر کی خدمات کے مواقع۔

حتمی تقرری بذریعہ ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگی۔

درج ذیل کوائف کے حامل افراد درخواست دے سکتے ہیں

☆ درسِ نظامی مع تخصص فی الافتاء ☆ انگریزی سے مناسبت

معقول وظیفہ

اپنے کوائف پر مشتمل درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں، اور کسی اہم موضوع پر تحقیقی فتویٰ یا مقالہ یا مضمون لکھا ہو، تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

محدود نشستوں کی وجہ سے پہلے آنے والے حضرات کو ترجیح دی جائے گی، اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

نافع: 5-L، گلبرگ II، لاہور۔ موبائل: 0322-4456244

ای میل: naafey@gmail.com ویب سائٹ: www.naafey.com

www.idaraghufran.org

محمد بابر جاوید
0333-9300003
0333-5540734
051-4413288

قدرت نے ذائقہ دیا غازی نے محفوظ کیا

غازی فوڈز اینڈ کیٹرنگ

پاکستانی، چائنیز، کانٹینیٹل کھانوں کا واحد مرکز

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر کھانا آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

علماء اور دینی مدارس کے لئے خصوصی رعایت

CA-214 بالمقابل کالٹکس پٹرول پمپ، سید پور روڈ، راولپنڈی

رانا فرقان
0335-9449021

محمد یاسین
0333-5133712

مکتبہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ درسی کتب اصلاحی کتب

اور بیروت کی کتب

آدھی قیمت پر دستیاب ہیں

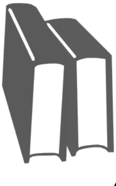

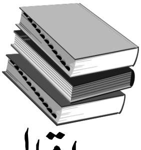

اقبال روڈ، اقبال مارکیٹ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
فون: 051-5557877

پاکستان میں پہلی بار100% تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہاانگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کررہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کیے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

www.idaraghufran.org

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اور شروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

ان کو یاد کرنا ہمارا حق ہے

ہم سب جانتے ہیں کہ موت برحق ہے ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف جانا ہے

جہاں ہمارے بڑے گئے ہیں۔ان کو اس جہاں میں آپ کے ایصالِ ثواب کی ضرورت ہے۔

آگے ''نیکیوں کا موسمِ بہار'' یعنی رمضان المبارک آ رہا ہے۔اس میں ہر نیکی دس سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے

آپ بھی نیکی کریں اور نیکی کرنے کے اسباب مہیا کریں۔قرآن کریم اور سپارے مساجد، مدارس اور پڑھنے والے احباب تک پہنچائیں اور اس کارِ خیر کا ثواب اپنے بڑوں تک پہنچائیں، آپ آج اپنے بڑوں کی طرف کچھ بھیجیں گے تو کل آپ کے چھوٹے آپ تک کچھ بھیجیں گے، لہٰذا پہلی فرصت میں تشریف لائیے، ہم آپ کے نیک ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کے مددگار بنیں گے۔

تاج کمپنی لمیٹڈ

راولپنڈی سیل ایجنسی
فون: 051-5534774

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، بالمقابل اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک راولپنڈی

مختلف سائزز، دیدہ زیب چھپائی، بہترین جلد بندی اور خوبصورت کتابت

قرآن مجید ✿ سپارہ سیٹ ✿ مجموعہ وظائف

www.idaraghufran.org